نمبر ۲۵ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۷ء مطابق ۵ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے طلبا کا چندہ

مدرسہ تعلیم الاسلام ۸ جولائی ۱۹۰۷ء کو موسمی تعطیلات کے بعد کھل گیا باقاعدہ پڑھائی شروع ہو چکی طلباء اور استاد خیریت سے واپس آئے۔ الحکم کے ناظرین کو علم ہے کہ ایام تعطیلات میں طلبا کو مدرسہ کے لئے فراہمی چندہ کی خدمت بھی سپرد کی گئی تھی۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ طلبا اس کام میں مصروف ہیں اور کامیابی سے مصروف ہیں۔ طلبا کی واپسی پر معلوم ہوا اور ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ہماری جماعت نے اپنے بچوں کا نہایت مسرت سے استقبال کیا اور انکی قومی معاملات میں دلچسپی لینے پر نہایت خوشی اور اطمینان ظاہر کیا ہے اور حتے الوسع انہیں معقول امداد دی ہے۔ انکی تفصیل تو پیر دیجائیگی اس وقت مجھے ہیڈ ماسٹر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ میں انکی طرف سے قوم کا شکریہ ادا کروں۔ کہ اس نے اپنے مدرسہ کے طلبا کی ہمت اور حوصلہ افزائی میں بڑھکر کام کیا ہے۔ اور اسطرح ان نوجوانوں کا دل بڑھایا ہے جو کل کو بجائے خود ایک قوم بننے والے ہیں خدا تعالیٰ ان بچوں کو سعادتمند اور قوم کیلئے مفید وجود بنائے اور قوم کے دل میں ان بچوں کی تربیت اور تعلیم کے انتظام اور مصارف کے لئے ایک سچا جوش اور اخلاص پیدا کرے۔ آمین۔

بندوبست دہلی کا کلکٹر

کپتان۔ ایچ۔ سی۔ بیڈن صاحب بہادر سٹلمنٹ افیسر دہلی کے حسن اخلاق اور آپ کی مفید مساعی جمیلہ کے متعلق میرے پاس متعدد مراسلتیں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زمینداران ضلع دہلی کے ساتھ آپنے بڑے احسان اور سلوک کئے ہیں ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ نے دورے کر کے زیر کوہی علاقہ جات میں علاقہ جات کو بگڑتے ہو ملاحظہ فرما کر تعمیر بندات کا انتظام فرمایا ہے جو زمینداروں کی بہبودی اور خوشنودی کا موجب ہے کیونکہ اس انتظام سے پہاڑی پانی کی تقسیم مناسب ہو کر حیثیت اراضیات میں قابلقدر ترقی کی امید ہے۔ خصوصاً بندات جیند گھل کوٹ بہاری اور جدید بہت ہی مفید بیان کئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی آپ نے عوام کے فائدہ کے لئے سڑک سوتہ و فرید آباد پر رستے جنگل میں ایک آرام گاہ اور چاہ کے بنوا دینے کی بھی منظوری دی ہے۔ میں زمینداران ضلع دہلی کو ایسے قابلقدر رعایا پرور افسر کے تقرر پر قابل مبارکباد سمجھتا ہوں اگر محکمہ بندوبست کے دوسرے مہتمم صاحبان بھی اس طریق کو اختیار کریں تو زمینداروں کو اپنا گرویدہ اور ممنون احسان بنالیں گے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ظاہر نہ کرنا بے انصافی ہوگی کہ ضلع دہلی کے زمینداروں کی خوش نصیبی پر یہ اور اضافہ ہے کہ انہیں چودھری محمد الدین صاحب جیسا نیک خیال اور دیندار افسر مال ملا ہے جو اپنی سیر اور رعایت طبیعت کے لئے مشہور اور خود زمیندار ہونے کی وجہ سے زمینداروں کے حالات اور مشکلات سے خوب واقف ہے۔ اور لگاتار دورے کر کے سرگرمی سے ضروری انتظام میں مصروف ہے ✦

حکومت چلی ہے۔ لہٰذا مجھکو شکرگذاری اور تحدیث نعمت بھی ضروری ہوئی اس سے میں ان باتوں کے اظہار پر مجبور ہوا۔ اب میں حاضرین جلسہ کی خدمت میں عرض پرداز ہوں کہ گورنمنٹ برطانیہ کہ جس کے سایہ عاطفت میں ہر رعایا خواہ ہندو ہو یا مسلمان آزادانہ اپنے مراسم مذہب بلاخوف وخطر ادا کرسکتے ہیں اور حکومت کسی قسم کی مزاحمت اور بازپرس نہیں کرتی غنیمت جان کر ایسے جلسوں سے جو سلطنت کے برخلاف ہیں احتراز کریں۔ اور اس عملداری کو غنیمت جانیں۔

اب میں اپنے علاقی ہندو بھائیوں سے عقلاً ملتمس ہوں کہ وہ خود واقعات سے اندازہ کرکے عقل سے کام لیں۔ اور اپنی منفعت ومضرت سے آگاہی حاصل کریں۔ اور اپنے عینی مسلمان بھائیوں سے شرعاً عرض پرداز ہوں کہ اسلام نے بہت بڑی نفرت مفسدہ پردازی سے فرمائی ہے۔ اور اصلاح اور امن کو بہت پسندیدہ قرار دیا ہے لہٰذا اس حکومت کو مغتنمات وقت سے خیال کرکے عبادت وریاضت اور فرمانبرداری ربانی سے کام لیں حکومت اور ملکی معاملات سے کوئی تعرض نہ کریں کیونکہ ہم کو کوئی غرض ومطلب ملکی معاملات سے نہیں۔ صلاح مملکت خویش خسرواں دانند کا مقولہ مناسب بلکہ انسب ہے۔ اور خلاف ورزی احکامات سلطنت کی نکریں اور کسی ایسے جلسہ میں جسمیں اندیشہ فساد کا ہو قریب نہ جاویں۔ اور اگر کوئی غلط فہمی سے ایسا خیال رکھتا ہو یا ناواقف ہو تو اوسکی صلاح نیک سے امداد کریں اور غلط فہمی کے دور کرنے کی کوشش کریں۔

اب میں زیادہ سمع خراشی کرنا مناسب نہیں جانتا صرف اسیقدر پر اکتفا کرتا ہوں۔ آیندہ آپ صاحبوں کو اختیار ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

مسجدوں کا واگذار کرنا

گورنمنٹ انگلشیہ کی کس کس مہربانی اور عنایت خسروانی کا ہم شکریہ ادا کریں۔ مذہبی آزادی اور اشاعت مذہب کے لیے جسقدر آسانیاں اور وسایل اس سلطنت میں ہمیں حاصل ہوئے ہیں اسکی نظیر کسی دوسری سلطنت میں نہیں ملتی۔ مسلمانان ہند گورنمنٹ انگلشیہ کی اس عنایت کو کبھی فراموش نہیں کریں گے جو اس نے مسجدوں کو واگذار کرکے کی ہے۔ یہ تازہ واقعہ ہے کہ لاہور کی وہ مسجد جس میں ریلوے کا بڑا بھاری دفتر تھا اور جو سالہاسال سے گورنمنٹ کے قبضہ میں تھی آخر اسے واگذار کردیا گیا اور اب مسلمان پانچ وقت اس مسجد میں خدائے قدوس کی عبادت کرتے ہیں اور تاج برطانیہ کے لیئے دلی جوش سے دعائیں مانگتے ہیں۔ ریلوے کے محکمہ کو اس مسجد کے چھوڑنے اور دوسری جگہ اپنے دفاتر کو منتقل کرنے میں جسقدر نقصان برداشت کرنا پڑا ہے وہ تھوڑا نہیں ہے مگر رعایا پروری اور دلجوئی کے مقابلہ میں اس کو بالکل ہیچ اور لاشے سمجھکر مسجد مسلمانوں کے حوالہ کردی گئی ہے۔ اسی طرح چیر موٹ کی مسجد جو دہلی اور قطب صاحب کے راستہ میں واقعہ ہے اور مدت سے ہندو جاٹوں کے قبضہ میں چلی آتی تھی وہ واگذار ہوگئی ہے ایسا ہی آگرہ میں ایک مسجد گورنمنٹ نے مسلمانوں کے سپرد کردی ہے + اس قسم کی نظیریں پیش کرکے پیسہ اخبار لاہور کی لنڈے بازار والی مسجد موسوم بہ شہید گنج کے واگذار کیئے جانے کی درخواست کرتا ہے امیر کابل کی تشریف آوری کے موقعہ پر بھی یہ تحریک بطور خود پیش کی گئی تھی۔ لیکن اب گورنمنٹ کے توسط سے چاہا گیا ہے کہ یہ مسجد واگذار کردی جاوے۔ مسلمان اس کا معاوضہ مناسب بھی دینے کو امادہ ہیں امید تو یہ ہونی چاہیے کہ سکھ صاحبان اپنی ہمسایہ قوم کی دلجوئی اور ہمدردی کے خیال اور نیت سے اس مسجد کو واگذار کردینے کی صورت سوچیں گے والا معاوضہ لیکر دیدینے میں انہیں انکار نہیں ہونا چاہیئے امید ہے اگر گورنمنٹ نے اسکا نوٹس لیا تو یہ مسجد ضرور واگذار ہو جائے گی۔

یہ تو دور کی باتیں ہیں یہاں قادیاں میں بھی ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے۔ اور قادیاں کے مسلمان اس مسجد کے واگذار ہونے کے لئے دل سے خواہشمند ہیں میں ضلع گورداسپور کے بیدار مغز اور دقیقہ رس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی خدمت میں التماس کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمانان قادیاں کو ان کی عبادت گاہ دلاکر انپر بہت بڑا احسان کریں۔ مسلمانان قادیاں اس مسجد کا مناسب معاوضہ دینے کو بھی امادہ ہیں۔ امید ہے کہ یہ تحریک مفید ثابت ہوگی انشاء اللہ العزیز۔

سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات مذہبی اگر تاریخی بناپر دیکھے جاویں اور حضرت بابا نانک صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی معائنہ کیے جاویں تو ان میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ وہ خود مساجد کی بڑی حرمت کرتے تھے۔ پس اگر سکھ صاحباں از خود ہی مہربانی کریں تو یہ تعجب کی بات نہیں ہوگی بلکہ انکی یہ فراخدلی اور فیاضی قابل تعریف سمجھی جاوے گی۔

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہوچکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہرایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۵ء میں بطور ضمیمہ شائع کرچکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصولڈاک ۱۲؎ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیاں دارالامان۔

دجال کی حقیقت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا خط ملا - معلوم ہوتا ہے کہ جناب نے احمدی سلسلہ کی کتب کو مطالعہ نہیں فرمایا - ورنہ سب اعتراضات دور ہو جاتے -

عرض یہ ہے کہ پیشگوئی جب تک ظاہر نہ ہو یعنے وقوع میں نہ آئے اس کی حقیقت منکشف نہیں ہوتی - اور اس کے سمجھنے میں ایک معمولی انسان تو در کنار ایک نبی بھی اجتہادی غلطی کر سکتا ہے -

آپ کو معلوم ہوگا کہ حضور نبی اکرم صلعم کو دکھایا گیا کہ آپ صحابہ سمیت بیت اللہ کا حج فرما رہے ہیں آپ اس کو پورا کرنے کے لئے چلے گئے مگر آگے حدیبیہ کا معاملہ پیش آگیا کفار نے روک دیا اور اس سال حج نہ ہو سکا - اور یہ سفر ایک سطحی خیالات والے کی نظر میں عبث گیا - ایسا ہی حضرت رسول اکرم صلعم نے دیکھا - کہ میں کھجوروں والے شہر کی طرف ہجرت کرتا ہوں آپ نے سمجھا وہ یمامہ ہے مگر نکلا مدینہ میرا مطلب ان مثالوں کے پیش کرنے سے یہ ہے کہ پیشگوئی جب تک واقع نہ ہو - اس کی مثال حاملہ کے بطن کی طرح ہے اب اس کا نتیجہ نکلنا تو یقینی ہے علامات سے کچھ کچھ معلوم بھی ہو سکتا ہے مگر یہ پتہ لگانا کہ وہ مولود کیسا ہوگا یہ ناممکن ہے -

ایسا ہی اگر دجال کی حقیقت صحابہ کرام کو کلی طور سے معلوم ہوتی تو حضرت عمر اس بات پر قسم نہ کھاتے کہ ابن صیاد دجال ہے اور رسول اکرم صلعم نے بھی اس کے جواب میں اِنْ یَکُن ھُوَ فرمایا یقیناً نہ کہا کہ یہ نہیں - (دیکھو مشکوۃ)

اگر دجال کے یہ علامات جو آپ نے تحریر فرمائے اپنے ظاہری رنگ میں پورے ہونے تھے - تو پھر کیوں ابن صیاد کو دجال سمجھا گیا -

بس مختصراً عرض ہے

دجال کی وحدت نوعی ہے - اس سے مراد ایک گروہ ہے - جو دجل سے کام لے - کیا آپ نہیں دیکھتے کتابیں خود لکھتے اور اسے کلام اللہ کہتے ہیں یہ نبوۃ کا دعویٰ ہے پھر مینہ برسانا - وغیرہ کام جو کرتے ہیں تو خدائی کا دعویٰ نہیں تو اور کیا ہے؟ سورۃ کہف کا اول و آخر پڑھئے - چشم راست کا کور ہونا بھی مسلم ہے مطلب اس سے یہ ہے کہ دین کی آنکھ اندھی اور دنیا کی سجاکھی -

بے شک یہ مسیح موعود کے انفاس طیبہ کی برکت اور اس کی دعا کے حربہ سے فنا ہوگا -

لدّ

"قوماً لُدّاً" آپ نے قرآن شریف میں پڑھا ہوگا مطلب اس سے جھگڑالو قوم ہے -

ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ

اور کشمیر میں لداخ ہے کشمیر میں عیسےٰ کی قبر ملی ہے - عیسےٰ کی موت ان کے مذہب کی موت ہے - کیونکہ یہ ضد کا مر جانا ہے - یہودی بے شک اسکے تابع ہوں گے - یہودی کیوں کافر ہوئے مسیح کے انکار سے -

اس زمانہ کے ملاں بھی مسیح موعود کے منکر ہیں اصالۃ کے مخالف اور پھر تمام ان اوصاف کو اختیار کر چکے جو یہودیوں میں تھیں وہ دجال کو مدد دے رہے ہیں کہ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں - یہ ایک شخص میں ایسی اوصاف کے ہونے پر ایمان رکھتے ہیں - جو محض خاصہ خدا ہیں گویا ایک پہلو سے یہ بھی عاجز انسان کو خدا مانتے ہیں -

مُردے کو زندہ کرنا - خالق ہونا - عالم الغیب ہونا - لایزول ولا یحول ہونا - یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں - والسلام +

(محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی)

آنحضرت صلعم کا منکر اور مسیح موعود کا منکر

آپ کا خیال درست ہے بیشک مسیح موعود کا منکر اور رسول اکرم صلعم کا منکر - کفر میں برابر نہیں - کیونکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا کافر تو شریعت کا بھی منکر ہے مگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کا منکر بعض احکام کا منکر ہے - مگر یہ یاد رہے کہ ولی اللہ کا انکار آہستہ آہستہ سلب ایمان تک نوبت پہنچا دیتا ہے - انکار کی عادۃ ہو جاتی ہے اور اس کی ہر بات کو بدظنی و مخالفت سے دیکھتا ہے تو ایک دن آجاتا ہے کہ وہ اس کی بتائی ہوئی مسلّم نیکی پر بھی عمل نہیں کرتا اور اس طرح آہستہ آہستہ وہ سب بھلائیوں سے محروم رہ جاتا ہے اور پھر اس قطع تعلق کی سزا میں انکار میں بڑھتے بڑھتے کافر بلکہ اکفر ہو جاتا ہے -

لانبی بعدی

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی شریعت والا نہیں آ سکتا - جو آئے گا آپ ہی کی مہر سے آئیگا - اور آپ ہی کے فیض سے مستفیض - یہ لفظ خاتم ہے جس کے معنے مہر کے ہیں نہ کہ ختم - حضرت مرزا صاحب نے کسی مستقل نبوۃ کا دعویٰ نہیں کیا - حقیقۃ الوحی مطالعہ فرمائیں صرف کثرۃ مکالمہ و مخاطبہ و اظہار غیب کے لحاظ سے آپ کو یہ خطاب دیا گیا - اس کے مخالف بھی قائل ہیں - ان کی اصطلاح میں جسکو نبی کہتے ہیں وہ نبی نہیں - پھر دوسری وجہ نبی کے خطاب کی یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے موعود عیسےٰ کے لئے نبی اللہ آیا (دیکھو مسلم) اور لیس بینی وبینہ نبی (ابو داؤد) باقی رہا یہ کہ ابوبکر صدیق وغیرہ کو کیوں نبی نہیں کہا گیا اسی لئے کہ ان کو یہ درجہ نہیں دیا گیا - نہ بھی اس کثرۃ سے ان کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ الٰہی ہوا - نہ بھی وہ مسیح موعود تھے - نیز خاتم النبیین کے بعد فوراً لقب نبی دینے سے نبوت کی حیثیت میں خلل پڑتا تھا - اور لوگوں کو دھوکہ ہوگا پس آنحضرت صلعم کی عزت کے قیام کے لئے مدت تک یہ خطاب کسی کو نہ ملا - جب اچھی طرح مرکوز خاطر ہو گیا کہ آپ ختمیت مآب ہیں - تو پھر ایک نبی بھی مبعوث ہوگا + (محمد ظہور الدین اکمل)

ڈائری

دجال | ۶ جولائی ۱۹۰۶ء فرمایا دجال کی دو شاخیں ہیں۔ ایک تو پادری لوگ ہیں جو گویا نبوت کا دعوے کرتے ہیں۔ ہر قسم کے مکر اور فریب کے ساتھ لوگوں کو بہکاتے ہیں اور عیسائی بناتے ہیں۔ خود انجیل اور توریت کا ترجمہ در ترجمہ کرتے ہیں اصل کتاب ان کے پاس موجود نہیں۔ تراجم میں ہمیشہ تبدیلیاں کرتے ہیں اور اپنے اپنے خیالات کے الفاظ کو دنیا کے سامنے پیش کر کے بیان کرتے ہیں کہ خدا کا کلام ہے یہ ایک طرح نبوت کا دعوے ہے۔ دوسرے اس زمانہ کے فلسفی لوگ ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کے ہی منکر ہو بیٹھے ہیں اور رات دن مادی دنیا کی طرف ایسے جھکے ہوئے ہیں کہ دین کو کچھ نہیں سمجھتے بلکہ دین کو غیر ضروری اور اپنی دنیوی ترقی کی راہ میں ایک حارج یقین کرتے ہیں۔

کفر | فرمایا خدا تعالےٰ کی عدول حکمی سے کوئی شخص کسطرح بچ سکتا ہے۔ جو لوگ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کے مرسل کو نہیں مانتے وہ خدا تعالیٰ کی عدول حکمی کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو یہود اور عیسائی تھے۔ وہ صاحب شریعت تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے۔ روزے رکھتے تھے تمام انبیاء کو مانتے تھے۔ مگر آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے کے سبب وہ کافر قرار دیئے گئے اس زمانہ کے لوگ جو نہ صرف ہمارے مخالف ہیں۔ بلکہ ہم کو کافر قرار دیتے ہیں۔ وہ بموجب حدیث نبوی مومن کو کافر کہکر خود کافر بنتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

زکوٰۃ | ایک صاحب نے دریافت کیا کہ تجارت کا مال جو ہے جسمیں بہت سا حصہ خریداروں کیطرف ہوتا ہے اور اگراہی میں پڑا ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

فرمایا جو مال معلق ہے اس پر زکوٰۃ نہیں جبتک کہ اپنے قبضہ میں نہ آجائے لیکن تاجر کو چاہئے کہ حیلہ بہانہ سے زکوٰۃ کو نہ ٹالدے۔ آخر اپنی حیثیت کے مطابق اپنے اخراجات بھی تو اسی مال میں سے برداشت کرتا ہے تقوےٰ کے ساتھ اپنے مال موجودہ اور معلق پر نگاہ ڈالے اور مناسب زکوٰۃ دے کر خدا تعالیٰ کو خوش کرتا رہے۔ بعض لوگ خدا کے ساتھ بھی حیلے بہانے کرتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔

دین مقدم | فرمایا دین کو دنیا پر مقدم رکھنا نہایت مشکل امر ہے کہنے کو تو انسان کہ لیتا ہے اور اقرار بھی کر لیتا ہے۔ مگر اس کا پورا کرنا ہر ایک کا کام نہیں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا اس طرح سے پہچانا جاتا ہے کہ جب انسان کا دنیوی مال میں نقصان ہو تو کس قدر درد اس کے دل پر پہنچتا ہے اور اس کے بالمقابل جب کسی دینی امر میں نقصان ہو جائے تو پھر کس قدر درد اس کے دل کو ہوتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اس شناخت کے واسطے اپنے دل کو ہی ترازو بناوے۔ کہ دنیاوی نقصان کے واسطے وہ کس قدر بیقرار ہوتا ہے اور چیختا چلاتا ہے اور پھر دینی نقصان کے وقت اس کا کیا حال ہوتا ہے بد ہے وہ شخص جو دوسرے کو دھوکہ دیتا ہے۔ مگر بدتر وہ ہے جو اپنے آپ کو بھی دھوکہ دیتا ہے دین کو مقدم نہیں کرتا اور خیال کرتا ہے کہ میں دین کو مقدم کئے ہوئے ہوں وہ سچے طور پر خدا تعالیٰ کا فرمانبردار نہیں بنا اور ظن کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ جو شخص دوسرے پر ظلم کرتا ہے ممکن ہے کہ وہ ظلم کر کے بھاگ جائے اور اسطرح اپنے آپ کو بچائے مگر وہ جس نے اپنی جان پر ظلم کیا وہ کہاں بھاگ کر جائے گا اور اس ظلم کی سزا سے کس طرح بچ سکیگا۔ مبارک ہے وہ جو دین کو اور خدا کو سب چیز و نپر مقدم رکھتا ہے کیونکہ خدا بھی اسے مقدم رکھتا ہے۔

حقیقۃ الوحی | فرمایا ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ حقیقۃ الوحی کو اول سے آخر تک بغور پڑھیں بلکہ اس کو یاد کرلیں کوئی مولوی ان کے سامنے نہیں ٹھیر سکیگا کیونکہ ہر قسم کے ضروری امور کا اس میں بیان کیا گیا ہے اور اعتراضوں کے جواب دیئے گئے ہیں۔

خواجہ غلام فرید صاحب | فرمایا خواجہ غلام فرید صاحب کے سوانح کی ایک کتاب لکھی گئی ہے اس میں خواجہ صاحب نے جا بجا ہماری تائید کی ہے ایک جگہ لکھا ہے کہ بعض مولویوں نے خواجہ صاحب مرحوم سے دریافت کیا تھا کہ آپ کیوں انکی تائید کرتے ہیں مولوی لوگ تو ان کو کافر قرار دیتے ہیں تو انہوں نے کیا خوب جواب دیا کہ مولوی لوگوں نے پہلے کس کو مانا ہے اور کس کو کافر قرار نہیں دیا۔ ان کا تو کام ہی یہ ہے۔ انکی طرف خیال مت کرو۔

(مدیر)

احمدی جماعت کو حضرت اقدس کے ایک ارشاد کی یاد دہانی

برادران السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں اون بھائیوں کو جنہوں نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی ہے۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار کیا ہے حضرت کا حکم یاد دلاتا ہوں جسپر عمل کرنا فرض ہے۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ کے فرستادوں کی باتیں معمولی باتیں نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کی ہر ایک بات جو لوگوں کو سنائی جاوے۔ خدا کے ارادے سے ہوتی ہے۔ تو پھر کیا ایسی باتوں کو بھول جانا چاہئے۔ ہرگز نہیں بلکہ دن بدن ان پر مضبوط ہونا چاہئے وہ احمدی بھائی جو حضرت اقدس کے اشتہار اور کتابیں پڑھنے کے شایق ہیں اُن کو معلوم ہوگا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار کے ذریعے اپنی جماعت کو ارشاد کیا تھا۔ کہ میرا آنا کسر صلیب گمراہیوں اور غلطیوں کے دور کرنے کے لئے ہے۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ایک انگریزی رسالہ جس کا نام ریویو آف ریلیجنز ہے نکالا گیا ہے۔ جس کے ذریعے سے بہت سے

عیسائیوں اور دیگر مخالفین اسلام پر اتمام حجت کیا جاتا ہے - پس آپ ... جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنا چاہتے ہیں - اسکی خریداری اور اعانت میں جہاں تک ... ہوسکے خرچ کرکے مدد کریں - مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ اوس بات کو ... کا اسپر غور و فکر اور خریداری اور اعانت میں روپیہ دینا بعض اصحاب نے بالکل ترک کر دیا ہے - حالانکہ خدا کے رسولوں کی بات چند دنوں تک نہیں ہوتی انکی ہر ایک بات کو اسطرح ماننا چاہیئے - جیسے صحابہ کرام رسول کریم صلعم کے حکم کو تسلیم کرکے جنگ کے لئے تیار ہو جاتے تھے - اور اپنے مالوں اور جانوں کی کچھ پروا نہیں کرتے تھے - یہ وہی دوسرا زمانہ ہے - کیونکہ اس کا ذکر قرآن مجید کی سورہ جمعہ میں آچکا ہے وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ایسا زمانہ پاکر اور جماعت میں داخل ہوکر پھر ایسی غفلت کرنا بے ہمتی کا کام ہے اور وہ سوچے ہمارے لئے شکر کا مقام ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے لئے ہر طرح آسانی کی ہے - اور ہماری آسانی کے لئے ریل اور ڈاک تیار کر دی ہے - تاکہ گھر میں بیٹھکر ہی ہم تبلیغ دین کرسکیں - پس چاہیے کہ تمام جماعت اس رسالہ کی خریداری اور اعانت میں روپیہ دیکر ثواب حاصل کرے - اسے معمولی رسالوں کی طرح ایک رسالہ نہ سمجھا جاوے - مگر بہت ہی افسوس ہوتا ہے - جب یہ دیکھا جاتا ہے - کہ بعض احباب اعانت تو ایک طرف رہی قیمت دینے میں ہی تساہل کرتے ہیں - جب میں انکاری وی پی دیکھتا ہوں اور بعض پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ لینے سے انکاری ہے - تو میں افسوس کرتا ہوں - کہ کیا یہ حضرت اقدس کے تعمیل ہو رہی ہے اور دو یا تین روپیہ کا وی پی نہیں لے سکتے - جہاں یہ اقرار کیا تھا - کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا -

برادران یہ کام تو خداوند تعالیٰ کے ہیں - اور وہ کر رہا ہے مگر میں آپ صاحبان کو یاد دلاتا ہوں - کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ذریعہ حضرت اقدس کے حکموں کی تعمیل ہی ہے - اور کیا ایسا ہو سکتا ہے - کہ حضرت اقدس کے ایک حکم کو مان لیا جاوے - اور ایک کو چھوڑ دیا جاوے - ہرگز نہیں - برادران ہمت سے حکموں کی تعمیل کرو - یہ وقت مشکل ملیگا - اب زیادہ کیا لکھوں - حضرت اقدس کا حکم یاد دلاکر دیکھونگا - کہ کس کس نے تعمیل کی ہے - اور دوبارہ خریداری کے لئے خط لکھا ہے - والسلام

خاکسار عبدالخالق کلرک دفتر میگزین قادیان

اب اجیت سنگھ کو کیا بناؤ گے؟

اجیت سنگھ کی گرفتاری پر آریہ صاحبان نے سول ملٹری گزٹ لاہور اور بعض دوسرے اخبارات میں چھپوایا کہ اجیت سنگھ آریہ نہ تھا اور آریہ سماج کے ساتھ اوس کا کوئی تعلق نہ تھا جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ اس کی مفویانہ تقریروں کے ساتھ آریہ سماج کو کوئی واسطہ نہیں ہے - اب جب کہ اجیت سنگھ گرفتار ہو کر جلا وطن ہو چکا ہے اور خود اس کی اپنی دو چٹھیاں پبلک میں آچکی ہیں اس وقت اس مسئلہ کا فیصلہ خود اجیت سنگھ کی اپنی تحریر سے ہو سکتا ہے + اور وہ بہت صاف ہے - اجیت سنگھ کی پہلی چٹھی اپنے بھائی کے نام یہ ہے

پیارے بھائی سورن سنگھ

مجھے ہر طرح سے آرام و تسلی ہے - کوئی تکلیف نہیں - جب لاہور سے چلے - مجھے بولنا یاد نہیں رہا تھا کہ جو دس روپے میری جیب سے پولیس نے نکالے تھے - وہ ایڈیٹر ہندوستان کے پاس بھیجے جاویں - ۵ روپے بریڈلا ہال فنڈ کے واسطے اور پانچ روپے ہندو یتیم خانہ لاہور کے واسطے - اور گھڑی ایڈیٹر پرکاش کو دیکر بولیں کہ ہوا ہوا کی یادگار کے پیار کی امداد میں صرف ہو - والد صاحب والدہ صاحبہ اور برادر بزرگوار سب کو میری طرف سے نمستے - فتح متھا ٹیکنا وغیرہ پہنچے - اگر آپ نے وہ روپے اور گھڑی لے لئے ہوں تو مندرجہ بالا فنڈ میں دے دیں - ورنہ میں نے صاحب بہادر افسر پولیس کو بھی چٹھی لکھدی ہے - بلکہ یہ چٹھی بھی ان کی معرفت آپ کو ملیگی - خدا پر بھروسہ رکھو - حوصلہ قایم رکھو - مصیبت میں انسان کو گھبرانا نہیں چاہیئے - میری کتابیں اگر رکھنا چاہو تو رکھو - ورنہ ویدک لائبریری لاہور میں بھیجدو - آپ کا اجیت سنگھ -

آریہ سماج کے سچے ہتیشی اور سچائی کو پیار کرنے والے غور کے ساتھ ان فقرات کو پڑھیں جنپر ہمنے خط کھینچ دیا ہے - اجیت سنگھ اپنے خط میں ایک گھڑی ایڈیٹر پرکاش کو دلاتا ہے پرکاش کا ایڈیٹر آریہ اور آریہ سماج کا سرگرم ممبر ہے یا نہیں یہ مہاتما منشی رام سے پوچھنا چاہیے کیونکہ انکی رائے پرکاش کے ایڈیٹر کے متعلق ضرور قابل وقعت ہوگی - اس سے اتنی ہی بات ثابت کرنا میرا مقصود نہیں بلکہ یہ خط ثابت کرتا ہے کہ ایڈیٹر پرکاش کے ساتھ اسے خاص تعلق ہے اور میرا کسی سابقہ اشاعت میں یہ ظاہر کرنا کہ ایڈیٹر پرکاش اجیت سنگھ کے مشن کی آبیاری کرتا ہے صحیح ثابت ہو جاتا ہے - منڈالے کے قلعہ کے زندان میں بھی جو شخص اسے یاد رہتا ہے وہ ایڈیٹر پرکاش ہے یہ معمولی بات نہیں - اور نہ سرسری نظر سے دیکھنے کے قابل + یہ اب ایڈیٹر پرکاش کا کام ہوگا کہ نیک نیتی سے اس تعلق کا انظہار کرے جو اس کا اجیت سنگھ کے ساتھ ہے - پھر دوسرا قابل غور امر اس چٹھی میں یہ ہے کہ اجیت سنگھ اپنے والد والدہ اور برادر بزرگوار کو نمستے کہتا ہے جو خاص آریوں کا باہمی سلام ہے اسمیں شک نہیں کہ اس نے فتح اور متھا ٹیکنا بھی لکھا ہے لیکن ابتدا نمستے سے کی ہے - جب تک کوئی شخص آریہ نہ ہو یا اس کا مخاطب آریہ نہو وہ نمستے نہیں کہ سکتا -

پھر تیسرا ثبوت جو اس چٹھی سے اجیت سنگھ کے آریہ ہونیکا ملتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنا کتب خانہ ویدک لائبریری کو دیتا ہے - اگر آریہ سماج کے ساتھ اس کا تعلق نہیں اور وہ آریہ نہ تھا تو اس کے کیا معنے کہ کتب خانہ ویدک لائبریری کے حوالہ کرتا ہے؟ اسکا کوئی مذہب اگر نہیں تھا جیسا کہ بعض نے ظاہر کیا تو اسے اپنا کتب خانہ پبلک لائبریری لاہور کو دینا چاہیے تھا - نہ کہ ویدک لائبریری کو -

ان باتوں کو سرسری نظر سے دیکھا جانا امر دیگر ہے مگر جب غور کیا جاوے تو حقیقت حال پر پوری روشنی پڑتی ہے ان چٹھیوں کی اشاعت کے بعد اجیت سنگھ کے مذہب کا سوال پھر کچھ دنوں کے لئے قابل بحث مسئلہ ہوگا - اور آریہ سماجی دائرہ میں اسپر چہ میگوئیاں ہونگی مگر واقعات انکی تکذیب کرینگے - اسلئے اب بہتر اور مناسب یہی ہے کہ آریہ سماج کے سیکرٹری صاحب صاف طور پر اعتراف کرلیں کہ اجیت سنگھ آریہ تھا ہیں بے انصافی کا مرتکب ہونگا اگر یہ ظاہر نہ کروں کہ خالصہ صاحبان نے جو کچھ اجیت سنگھ کے متعلق لکھا تھا کہ

وصیت ۱۳۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار انت ولی فی الدنیا و الآخرۃ توفنی مسلماً و الحقنی بالصالحین

اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد و علی اصحاب محمد و بارک و سلم و عبدک المسیح الموعود ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ اما بعد ۔ میں مسمی شیخ غلام احمد نو مسلم ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو ۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں ۔ میں شیر فروشی کی دوکان کرتا ہوں میری آمدنی مستقل صورت میں نہیں ہے کبھی کم اور کبھی زیادہ ایک روپیہ ماہوار حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں دیدیا کرتا ہوں اور انشاء اللہ العزیز معرفت انجمن دیتا رہوں گا میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ ہو اس کا پانچواں حصہ انجمن کے سپرد کر دیا جائے میرا جنازہ حضرت اقدس علیہ السلام پڑھائیں اور بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جاوے اگر کسی مصلحت کے باعث یا کسی خارجی سبب سے میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو بھی میری وصیت واجب التعمیل ہوگی ۔ فقط

العبد ۔ شیخ غلام احمد بقلم خود ۔

گواہ شد ۔ مہدی حسین خادم المسیح مہاجر قادیان ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء

گواہ شد ۔ صفیہ بیگم نشانی انگوٹھا ۔

گواہ شد ۔ قدرت اللہ خان نشانی انگوٹھا ۔

گواہ شد ۔ خاکسار یار محمد بقلم خود ۔

وصیت ۱۳۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار انت ولی فی الدنیا و الآخرۃ توفنی مسلماً و الحقنی بالصالحین

اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد و علی اصحاب محمد و عبدک المسیح الموعود و بارک و سلم ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ اما بعد ۔ میں مسماۃ صفیہ بیگم زوجہ شیخ غلام احمد ساکنہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اور لکھ دیتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو ۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہوں اور ان کی مریدہ و پیرو ہوں ۔

۴ آنہ ماہوار چندہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں دیتی رہتی ہوں اور انشاء اللہ العزیز آئندہ ادا کرتی رہوں گی میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہو اس کا پانچواں حصہ صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیا جاوے ۔

میرا جنازہ حضرت اقدس پڑھائیں اور بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جاوے اگر کسی مصلحت یا کسی خارجی سبب کے باعث میری نعش بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہو سکے تو بھی میری وصیت قابل تعمیل بہمہ وجوہ سمجھی جاوے فقط زیادہ والسلام ۔ العبد صفیہ بیگم نشانی انگوٹھا ۔

گواہ شد ۔ قدرت اللہ خان ۔ گواہ شد عبد المجید خان ۔

گواہ شد ۔ مہدی حسین خادم المسیح مہاجر قادیان ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء

گواہ شد ۔ شیخ غلام احمد بقلم خود ۔

وصیت ۳۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں امینہ بی بی زوجہ عبد اللہ خان قوم جٹ وڑائچ ساکن بہلولپور ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔

(نوٹ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس جگہ اندراج نہیں کیا گیا)

۴ ۔ اپنی جائداد و متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میرا زیور موجودہ طلائی قیمتی ا ـــ ۱۰۰ ایکہزار روپیہ کہ میری اپنی ملکیت ہے اس کا دسواں حصہ مبلغ ایک سو روپیہ میں اپنی زندگی میں ادا کر دوں گی میرے مرنے کے بعد اگر میں اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکوں تو میرے وارث اس کے دینے کے ذمہ دار ہوں گے اور اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کا بھی دسواں حصہ ادا کر دوں گی اور اسی طرح میرے وارث میرے بعد اگر میں اپنی زندگی میں نہ ادا کر سکوں ادائگی کے ذمہ دار ہوں گے ۔

العبد

امینہ بی بی زوجہ عبد اللہ خان احمدی نمبردار بہلولپور ۱۲۷ ضلع لائل پور بقلم خود

گواہ شد

الہ بخش ولد نبی بخش وخیلکار ۱۲۷ رکھ ضلع لائل پور نشانی انگوٹھا

گواہ شد

عبد اللہ خان ولد چودہری غلام حسین احمدی نمبردار بہلولپور ۱۲۷ رکھ برانچہ ضلع لائل پور بقلم خود ۔

(رانجھا)

نا اُمید

حرف ایک ہی لفظ موت اس سے زیادہ خوفناک ہے آپ نے کسی اخبار میں ایک دلچسپ قصہ کہ جس کو آخر میں کسی چیز کا اشتہار پایا ہوگا ضرور پڑھا ہوگا؟ کیا اُس سے آپ کو اس سے آپ کو اس چیز مشتہرہ کی عمدگی کا کامل یقین ہو گیا تھا۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ آپ کو کبھی یقین نہ آیا ہوگا کیونکہ وہ اشتہار ایک اجنبی شخص کے تجربہ کو جو کسی دوسرے شہر میں رہتا ہے ظاہر کرتا ہے۔ لیکن جب کہ اس قسم کا تحریری بیان کلکتہ کے ایک لائق طبیب ڈاکٹر پی۔ سی۔ رای صاحب بار وارڈ میں ہندو ہسپتال کے ہاؤس سرجن (طبیب) اے نمبر ۱۲۸ ہرسین روڈ نے کیا ہو جن کو مثل ایک کامیاب معالج کے کلکتہ باشندوں سے پہچان کروانے کی ضرورت نہیں تب تو وہ بیان قابل اعتبار ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلس) بہت عمدہ ہیں۔ ایک استسقاء (جلندر) کا مریض جو لاعلاج سمجھا جاتا تھا اُن گولیوں کے استعمال سے اچھا ہو گیا۔ مرض کے معمولی علامات موجود تھیں پیٹ میں پانی کا جمع ہونا اور پاؤں اور چہرہ پر ورم وغیرہ کی جنکی وجہ سے مریض کو ایسی تکلیف ہوتی تھی کہ اُس کے پیٹ میں نشتر لگایا گیا اور ۲۶۰ تولہ پانی نکالا گیا۔ تین ہفتہ میں اسی طرح تین مرتبہ کیا گیا اس سے تمام علاج میں صرف ۵ تولہ پیشاب آتا تھا۔ اس حالت میں اُسے ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلس) کھلانی شروع کیں جن کی وجہ سے اسے ۲۴ گھنٹے میں ۸۰ تولہ پیشاب آنے لگا اور تھوڑے ہی عرصہ میں استسقاء (جلندر) تمام علامتیں دور ہو گئیں۔ اب وہ بالکل تندرست ہے۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلس) بہت سے جن امراض کیلئے مفید ثابت ہوئی ہیں اُن میں سے ایک کا واقعہ نہایت عجیب ہے کیونکہ جلندر جب اس نوبت پر پہنچ جاتا ہے تو مہلک ہوتا ہے۔ اگر یہ بیان بار وارڈ ہسپتال میں طلب نہ ہوتا کہ جہاں سے کل حال دریافت کیا تو ضرور شک کرنے کا موقع ہوتا جلندر بھی مثل درد پشت پیشاب کے امراض اور درد مفصل (گٹھیا) گردوں کے مرض کی وجہ سے ہوتا ہے جن کے لئے ڈون کی درد پشت اور گردے کی گولیاں مجرب دوا ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی اوریہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پاس سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ۔ پانچ شیشوں کے عہ اگر آپ اپنی فرمائش کے ساتھ اس اشتہار کو بھیجینگے اور نام اخبار سے مطلع فرمائیں گے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر دیری یا خرچ کے کی جائے گی۔

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر ہے کہ الحمد آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے یہ خضاب نیل ہے۔ جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا ملائم اور چمکدار بناتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عہ۔ روپیہ ہر محصول بذمہ خریدار۔ المشتہر

حضرت مولانا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی محلہ عطار گلی۔ پوسٹ تانڈوی — بمبئی

ایک لاکھ پرچہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیے

(ہر درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ نور)

نزول الماء۔ ادھر لگا اور آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جس نے نزول الماء تک میں فائدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا۔ دھند۔ غبار۔ سبل۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ رتوندہ۔ ابتدائی سرخی۔ ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سیکڑوں سارٹیفکیٹ معززوں و ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر کے زاید کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگے دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ آنا چاہیے۔ سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۱ر

سوتی لنگی شروع پختہ رنگ کم خرچ بالانشین خوش وضع ایسا کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کیواسطے عمدہ تحفہ چار لونگی..... توشک لحاف کیواسطے..... پایدار و خوبصورت لنگی ہر فی تھان طول ۱۴ گز عرض ۱ گز قیمت صرف عہ فرمائشات وی پی منگانے چاہئیں کا طالبان محصول بذمہ خریدار ہمہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیے۔ المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری - ضلع لکھنؤ

بلا تعصب

پندرہ روزہ اخبار بلا تعصب جاری کر دیا گیا ہے۔ جو صاحب نمونہ کا پرچہ دیکھنا چاہیں آدھ آنہ کے ٹکٹ ارسال کرکے منگوالیں یقیناً مذہبی دنیا کے ہر ممبر کو اسکا دیکھنا ضروری ہے

المشتہر عبد العزیز اجگد میاں شاہ مقام زینت محل شہر دہلی

احتیاط سے علاج بہتر ہے

ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون۔ چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری ہمیشہ کمزوروں یا اُن لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مفید بنا کر انسداد امراض کرتا ہے۔ ذائقہ سے چھوا نہیں جاتا۔ فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لندن

ہمیشہ اس نشان کا ہی خرید کرو کا املشن تو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

کفر فروش علماء کی دیانتداری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نزول کے وقت آسمان کے نیچے بدترین مخلوق علماء سوء ہونگے۔ اب جبکہ خدا کے وعدہ کے موافق اس کا برگزیدہ بندہ نازل ہو چکا تو علماء سوء نے اپنی حالت سے دکھا دیا کہ فی الحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی کے موافق وہ بدترین مخلوق ہیں خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کے مقابلہ کے لئے انہوں نے کیا کیا حیلے تراشے اور کس کس راہ سے دکھ دینے کے منصوبے کئے وہ کوئی پرانی اور غیر معلوم بات نہیں اور نہ ان کا دہرانا یہاں مقصود۔

ان کفر فروش علماء کے ترکش میں جو تیر سب سے زیادہ قیمتی اور تیر بہدف سمجھا گیا ہے وہ ان کا کفر ہے جسکو وہ جب چاہتے ہیں اور جسپر چاہتے ہیں چلا دیتے ہیں اور اس پیشہ میں وہ ایسے مشتاق اور چالاک ہیں کہ دوسرے تحوڑی دست بازی کا پتہ لگانا آسان نہیں ان لوگوں سے یہ توقع کرنا کہ وہ دین اور دیانت سے کام لیں قریباً محال ہو گیا ہے اس لئے کہ جتنے کفر کے فتوے ہم نے خدا کے مرسل مسیح موعود کے خلاف دیکھے ہیں انہیں ایک بھی ایسا نہیں دیکھا جو خدا ترسی اور دیانتداری سے لکھا گیا ہو۔ اور اصل وجہ ہے کہ اگر یہ لوگ دیانت اور تقویٰ اللہ سے کام لیتے تو مخالفت کے لئے قلم ہی نہ اٹھاتے۔ جب خدا کے موعود خلیفہ کے بالمقابل اگر وہ عدالتوں میں یہانتک کہدینے کو تیار ہیں کہ جھوٹ بولکر بھی ایک شخص متقی ہو سکتا ہے تو پھر **تقویٰ کی جو حقیقت** اور وقعت انکے دلمیں ہے وہ ظاہر ہے۔ اور اس اندازہ پر ان کے فتاوی کفر کی جو قدر و قیمت ہے وہ بھی عیاں۔ جی نہیں چاہتا کہ ان **کفر فروشوں کی کسی تحریر پر نوٹس** لیا جاوے مگر محض اس خیال سے کہ ان لوگوں کی چالاکیوں کے اظہار سے سعادتمند حق پسندوں کو فائدہ پہونچ جاتا ہے میں ذیل میں ایک **تازہ فتویٰ کفر** میں سے ایک دو فقرے نقل کر دیتا ہوں تاکہ ان کفر فروش علماء کی دیانتداری کا راز کھل جاوے۔ یہ جدید فتویٰ کفر علماء رد ہیکھنڈ نے دیا ہے کیونکہ پہلا فتویٰ تکفیر جو مولوی محمد حسین صاحب نے طیار کیا تھا شاید پرانا ہو گیا ہے یا اس کا اثر کم ہو گیا ہے اس لئے علماء روہیکھنڈ نے یہ سعی اور فرمائی ہے اور اسکو زیادہ موثر بنانے کے لئے یہ بھی انہوں نے ضروری سمجھا کہ **ایسا افترا** کریں جسکی تفسیر ہی ممکن نہ ہو چنانچہ یہ مقدس علماء روہیکھنڈ فرماتے ہیں

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس بارہ میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدوں اور اونکے عقیدتمندوں سے میل جول رکھنا اور ساتھ کھانا پینا اور ان کے ساتھ مثل برادران اہل اسلام کے باہم ارتباط رکھنا چاہئے یا نہیں اور انکی امامت سے نماز ادا کرنی چاہئے یا نہیں فقط۔ بینوا توجروا۔ راقم **محمد اکرام اللہ خاں۔**

هو المصوب۔ مرزا قادیانی ایک شعبدہ باز اور دنیاساز شخص ہے کبھی مسیحائی کا دعویٰ اور کبھی مہدی و مجدد ہونیکا اور نیز کبھی کرشن جی کی نبوت کا اثبات کرکے اہل ہنود کو بھی اپنے اوتار ہونیکا معتقد کرنا چاہتا ہے۔ غرضیکہ عیسائی و مسلمان و ہنود ہر ایک کے مذہبی اصول پر حملہ آور ہو کر اپنی قابلیت کا جسکو بزعم خود بلفظ نبی و مہدی وغیرہ نعوذ باللہ تعبیر کرتا ہے بہرحال سکہ جمانا چاہتا ہے اور مستوجب قہر ہے۔ پس اس زمانہ شور و فتن میں سادہ لوح اہل ایمان کا ایسے قطاع الطریقوں سے بچانا عوام کو سخت مشکل ہے افسوس ان جاہلوں پر ہے کہ جنکو عربی سمجھنے اور سمجھانے کی لیاقت نہیں وہ قرآن شریف کی آیات اپنی جولانی طبیعت سے پڑھکر مطلب مرزا صاحب کی سیت کا نکالتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ انکو ذرا بھی شرم نہیں کہ کروڑوں علمائے ہند و عرب و روم و افریقہ وغیرہ پر ایک راہ راست پر نہ آسکے۔ مگر مرزا صاحب کے زبان و قلم سے تکفیر و جاہلیت پر متفق ہیں۔ مرزا صاحب اگر حق پر ہیں اور مصاحب الہام ہونیکی تائید ہے تو افغانستان بہت قریب ہے تشریف لیجا کر ادام عیسوی کے آنکے منتظرین حضرت مسیحا علیہ و علی نبینا الصلوۃ کو انتظار کی مصیبت سے نجات بخشیں علاوہ اس کے مرزا صاحب موصوف عجیب زیادہ گو شخص ہیں کہ جن کا یہ دعویٰ رہتا ہے کہ جملہ حوادث کا نات میری ہی بد دعا سے ہوتے ہیں۔ طاعون و باخر کت دہ میں مرض مفاجات کسوف خسوف نمونیا وغیرہ یہ سب مصائب وغیرہ کے بانی جناب مرزا ہی ہوئے۔ افسوس مرزا صاحب تو اپنے آگے سیدھے کرتے ہیں۔ مرید و نیز تذرانہ بطور تکس مسیحا مقرر ہے۔ گو معتقدین خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کی صحبت سے بچا کریں اور جیسا بریلی میں معتقدین مرزا صاحب کو تمام مسلمین شہر نے اپنے گروہ سے علیحدہ کر دیا۔ اسی طرح ہر جگہ اجتناب لازم ہے اور مرزا صاحب کا معتقدین کو حکم ہے کہ جو لوگ مجھ پر یقین نہیں رکھتے او نپر خدا کا عذاب ہو گا۔ اور وہ مردود ہیں۔ انکے پیچھے نماز نہ پڑھو اور نہ انکی شرکت کرو۔ اور ان کا یہ حکم ناجی ہو تو مرزا صاحب کو جو **امام حسین علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور تمام علمائے امت اور روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر** کہتا ہے اور بزرگان دین کی سخت اہانت کرتا ہے۔ نبوت کا مدعی ہے۔ پس ہر شخص کہیگا کہ یہ شخص گمراہ اور معتقدین اس کے بد مذہب اور خارج اہل سنت سے ہیں۔ لہٰذا عوام کو اگر اپنے ایمان کی محبت ہے تو ان لوگوں کی صحبت سے پرہیز کریں۔ ورنہ صحبت کے اثر سے ایمان میں ضرور نقصان آ جائیگا۔ اور اپنے علماء کی پیروی کرکے خدا سے سلامتی ایمان کی دعا کرتے رہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ومنہ الہدایۃ المآب الراجی رحمۃ ربہ الاکرم سید محمد اعظم عفی عنہ الماجرم غرہ صفر المظفر ۱۳۲۴ھ

[مہر: محمد اعظم شاہ]

اس فتویٰ کو پڑھکر ان لوگوں کی خدا ترسی اور دینداری کا اندازہ ہو سکتا ہے جس فقرہ کو ہم نے جلی کر دیا ہے وہ خصوصیت سے قابل غور ہے کیا علماء امت کا یہی کام ہے کہ وہ کفر فروشی کے لئے افترا کیا کریں؟ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت مسیح موعود نے اس فتویٰ کو پڑھا اور خدا تعالیٰ نے جو وحی آپ پر کی۔ وہ حضرت اقدس ہی کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی مجھے ملی جو درج ذیل ہے جو مومنوں کے ایمان کو بڑھائے گی اور خبیث القلب انسانوں کے رخسیں پر رجس پیدا کریگی اور وہ یہ ہے۔

یہ اشتہار میں نے پڑھا اور لوگوں کی سخت زبانی پر افسوس ہوا مگر یہ الہام ہوا:۔
حالیا مصلحت وقت دراں می بینم اور یہ بات سچ ہے کہ کوئی نبی یا رسول ایسا نہیں آیا جو اسکو ستایا نہیں گیا اور عجیب بات یہ ہے کہ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوتا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسقدر ستائے گئے اور کوئی دکھ نہیں جو نہیں دیا گیا مگر مسیلمہ کذاب وغیرہ جھوٹے نبی جب آئے تو انکو کسی نے نہیں ستایا اور ہزارہا آدمی ان کے ساتھ شامل ہو گئے جب تک کہ خدا نے ان کو ہلاک کیا پھر حضرت عیسےٰ ہی کے وقت تین شخصوں نے جھوٹے طور پر نبوت کا دعویٰ کیا مگر کسی یہودی نے ان کو صلیب پر نہیں چڑھایا لیکن حضرت عیسےٰ کے ساتھ جو کیا اس کے بیان کی حاجت نہیں اس سے ثابت ہے کہ خدا سے ہمیشہ سے دشمنی کرتے رہے ہیں اور نبیوں کو دکھ دیتے رہے ہیں بعض ہماری جماعت کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ ایسے افترا کر نیوالو نپر گورنمنٹ میں نالش کریں مگر یہ درست نہیں ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ دنیا کی عدالتوں کی طرف جاویں اگر کوئی ہے جو ہمارے دل پر اطلاع رکھتا ہے وہ جسطرح چاہے کریگا۔ اس قدر کافی ہے جو اس اشتہار کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے آج ۱۲ر جولائی ۱۹۰۷ء کو میرے پر ظاہر فرمایا۔
اور وہ یہ ہے رب اخرجنی من النار۔ الحمد للہ الذی اخرجنی من النار الی مع الرسول اقوم۔ و الوم من یلوم۔ اعطیک ما یدوم۔ ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم۔ پھر دیکھا کہ میرے مقابل پر کسی آدمی نے یا چند آدمیوں نے پتنگ چڑھائی ہے اور وہ پتنگ ٹوٹ گئی اور میں نے اسکو زمین پر گرتے

کوئی سعادتمند حصہ لیگا میاں محمد حسن ایک مخلص ورو منید احمدی از انجمن منید ہے اور مہاجر قادیان ہیں وہ ایک خوش حیثیت نیری اراضی کا مالک ہے اور قادیان کی اقامت کا جوش و شوق اسے قادیان لے آیا ہے جہاں اس نے مستقل رہائش اختیار کر لی ہے اور دفتر میگزین میں ہیڈ دفتری ہے اسکی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے انہیں ایک بچہ ہے جو دینیات کی تعلیم پاتا ہے محمد حسن حضرت اقدس کے ارشاد امور عبادت کے بموجب نکاح کرنا چاہتا ہے اور حضرت ہی کے ارشاد اور تحریک سے یہ اعلان کیا جاتا ہے جو بھائی میاں محمد حسن

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ان کے اسلام کا سبب یہ ہوا کہ ۵ھ میں یہ غزوہ خندق میں شریک تھے۔ نہایت سخت لڑائی کے بعد اوسمیں مسلمانوں کو غلبہ رہا۔ انہوں نے جب مسلمانوں کا جوش اور اون کے دن بدن ترقی کی حالت دیکھی تو یہ سمجھ لیا کہ اب کفر کو اسلام کے مقابلہ کی مطلق تاب نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اور کئی دوستوں کو بھی ساتھ لیا اور حبشہ میں چلے گئے۔ کہ اب وہیں بیٹھ کے کفر اور اسلام کی جنگ کا تماشا دیکھیں گے اگر قریش غالب ہو گئے تو اون کے ساتھ ہو جائیں گے۔ نہیں تو وہیں رہینگے۔ اون کے آمد و رفت کبھی کبھی نجاشی حبشہ کے یہاں ہوتی تھی اتفاق سے ایک دن یہ اوسی کے دربار میں تھے کہ ایک قاصد آنحضرتؐ کا کچھ پیغام لیکر نجاشی کے پاس پہونچا۔ مسلمان کی صورت دیکھتے ہی انکو طیش آگیا۔ اور بے ساختہ نجاشی سے کہ اٹھے کہ اس قاصد کو میرے حوالے کر دیجئے تا کہ میں اسکو قتل کر ڈالوں۔ یہ سنکر نجاشی کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا۔ کہ تم مانگتے ہو کہ میں تمہیں ایسے شخص کا قاصد قتل کرنے کیلئے دیدوں جسکے پاس ناموس اکبر آتا ہے جو موسیٰؑ کے پاس آیا کرتا تھا عمرو بن العاصؓ نے پوچھا کہ کیا واقعی ناموس اکبر اون کے پاس آتا ہے اوس نے جواب دیا کہ بیشک تم میرا کہا مانو اور اوس کے پیرو ہو جاؤ ان الفاظ میں نہیں معلوم کیا صداقت مضمر تھی کہ عمرو بن العاصؓ اسوقت مسلمان ہو گئے۔ لیکن چونکہ یہ خود بہت سے آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے اسلئے اونکے خیال سے اس راز کو ظاہر نہیں کیا۔ ۸ھ میں یہ مدینہ میں آئے۔ اور خالدؓ سے انکی ملاقات ہوئی۔ خالدؓ بن ولیدؓ سے انہوں نے پوچھا کہ تم کس ارادہ سے آئے ہو اونہوں نے کہا کہ میں اسلام کی صداقت کا قائل ہو گیا ہوں اور مسلمان ہونے کے لئے آیا ہوں۔ عمرو بن العاصؓ یہ سنکر بیحد خوش ہوئے اور کہا کہ علیٰ ہذا میں بھی اسلام کی صداقت کا معترف ہوں اور اب اسلام لانے کے لئے آیا ہوں اسوقت خوشی خوشی یہ دونوں آکر مسلمان ہو گئے۔

اسلام کے لئے یہ ایک نہایت ہی مبارک دن تھا جسمیں آسمان نجات کے یہ دونوں آفتاب و ماہتاب اوسمیں داخل ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ اس کیفیت کو خود ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم دونوں (خود۔ اور خالدؓ بن ولید) صفر کا مہینہ تھا اور عصر کا وقت قریب تھا آنحضرتؐ کی خدمت میں پہونچے۔ تمام مسلمان یہ خبر سنکر کہ آج ہم دونوں مسلمان ہوں گے آنحضرتؐ کے پاس جمع ہو گئے۔ آنحضرتؐ کے چہرہ مبارک پر اوس وقت ایک نہایت خوشی اور سرور کی چمک تھی جو ایسے وقت میں معمولاً نمایاں ہو جاتی تھی۔ پہلے خالدؓ نے بڑھکر بیعت کی۔ اس کے بعد میں نے۔ جسوقت میں بیعت کے لئے بڑھا تو اُن پہلی جہالت اور مخالفتوں کے خیال سے مجھپر ایسی ندامت طاری ہوئی کہ میں آنکھ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اور نگاہیں نیچی کر کے آنحضرتؐ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور کہا کہ میں اس بات پر بیعت کرتا ہوں کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے پہلے گناہوں کو معاف کرے۔ آپ نے فرمایا کہ "الاسلام یھدم ما کان قبلہ" (اسلام پہلے گناہوں کے بنیاد کو ڈھا دیتا ہے) اور اس کے بعد ہم نے مسجد میں آنحضرتؐ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔

اس کیفیت کے معلوم ہونے کے بعد اس میں ذرا شبہ نہیں رہتا کہ یہ اپنے حقیقی شوق اور اسلام کی واقعی صداقت کو سمجھکر اسلام لائے تھے جس کی سب سے بڑی شاہد انکی وہ اعلیٰ خدمتیں اسلام کی تھیں جو اونہوں نے اس کے بعد حسبۃً للہ انجام دیں۔ ان سب واقعات کے بعد بھی اگر ان کے اسلام کی حقیقت میں کسی کو شبہ ہو تو اس شک کا کیا علاج۔

ان کے اوپر ایک حملہ کیا جاتا ہے کہ انکی ماں نابغہ بنت حرملہ لونڈی تھیں۔ جنکو رماح نے بنی جلان بن عتیک کے قیدیوں میں سے پایا تھا۔ سوق عکاظ میں اوس کو بیچنے کے لئے بھیجا تو فاکہ بن مغیرہ نے خرید لیا۔ اور اونہیں سے عمرو بن العاصؓ پیدا ہوئے۔ اولاً تو یہ تفصیل ایک کنیز کے سلسلہ کا قائم کرنا صاف بتلاتا ہے کہ یہ روایت بطور اتہام کے گڑھی گئی ہے۔ ثانیاً یہ کہ اس روایت کے سلسلہ میں ایک شخص قطر نامی ہے جو شیعہ ہے اس لئے ہم عمرو بن العاصؓ کے متعلق اوس کی یہ روایت اصولاً غلط سمجھتے ہیں۔ ثالثاً یہ کہ شیعہ اور نیز خوارج کی یہ عادت ہے کہ وہ سب پر حملہ کرنے کے لئے اسی قسم کی رکیک روایتیں موضوع کرتے ہیں۔ اگر ہم خوارج کی روایتوں پر بالفرض اسیطرح اعتماد کرنے لگیں تو آج جو نسب مسلمانوں میں نہایت شریف اور اعلیٰ خیال کیا جاتا ہے اوسکی طرف اپنی نسبت کرنا لوگ ذلت سمجھنے لگیں۔ ہم دراصل شرافت کا معیار نسب کو گردانتے ہی نہیں۔ بلکہ ہر ایک قوم آب و ہوا۔ ملک اور اقلیم کے اعتدال موسمی کے لحاظ سے ایک خاص دماغی قوے کی مالک ہوتی ہے۔ اور اوس کے افراد میں وہی قوت بطور وراثت طبعی کے پائی جاتی ہے اسمیں صرف اسیقدر دخل ہوتا ہے جسقدر زمین کو غلہ کی پیداوار میں۔ کیا زمین گیہوں کو جو یا جو کو گیہوں پیدا کر سکتی ہے۔ اسیطرح ماں کا حال ہے خواہ وہ کنیز ہو یا آزاد کسی حالت میں دماغ کی وراثت طبعی پر اس کا اثر نہیں پڑ سکتا۔ اصلی شرافت مذہبی حیثیت سے تقویٰ پر ہے (ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم) سب سے شریف اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اور دنیاوی لحاظ سے قوائے دماغی پر ہے یہی خیال خود حضرت عمرو بن العاصؓ کا بھی تھا اونہوں نے کوفہ کی کچہری میں جب زیاد کو دیکھا جو اس وقت وہاں ایک نہایت ادنیٰ ملازمت پر تھا تو کہا اگر میں جانتا کہ اس کے باپ کا نام کیا ہے تو میں کہہ سکتا تھا کہ اس نے وراثتاً ایسے قوے پائے ہیں کہ یہ تمام عرب پر حکمرانی کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ حضرت علیؓ بھی وہیں کھڑے تھے یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ واللہ میں جانتا ہوں کہ اس کا باپ کون ہے۔ زیاد دراصل سفیانؓ کا بیٹا تھا۔ وہ کوفہ میں کسی ضرورت سے آئے تھے اور جاہلیت کے زمانہ میں مختلف قسم کے نکاح رائج تھے اسلئے یہاں انہوں نے اونہیں قسموں میں سے کسی قسم کا نکاح ایک عورت سے کر لیا اور بعد میں زیاد پیدا ہوا چونکہ اس قسم کی عورتوں کے آئے دن

آئے دن تنکح ہوتے رہتے تھے اس لئے اس کے باپ کا ٹھیک پتہ نہیں لگتا تھا۔ حضرت علیؓ نے اس کا نام زیاد بن ابیہ (یاد اپنے باپ کا بیٹا) رکھا۔ چونکہ وراثتاً اسکو باپ کیطرف سے شریفانہ اور بلند حوصلہ دماغ ملا تھا اسلئے ویسا ہی ہوا جیسا عمرو بن العاصؓ نے اس کے قیافہ سے پیشگوئی کی تھی نہ صرف اس نے بلکہ اس کی اولاد نے ایسے ایسے اہم کارنامے چھوڑے ہیں جسکو تاریخ کبھی بھلا نہیں سکتی۔ عمرو بن العاصؓ جنکو ہم ایک بہادر سپاہی ایک عالی دماغ جنرل۔ ایک مدبر حاکم اور ایک زبردست فاتح کہہ سکتے ہیں پستہ قد بھرے بدن کے آدمی تھے۔ سر اوس کے جسم کے لحاظ سے بہت بڑا تھا۔ پیشانی اونچی اور چوڑی تھی آنکھوں میں غیر معمولی صفائی اور چمک تھی جو دماغ کی قوت استقلال۔ متانت اور سنجیدگی کی دلیل تھی۔ آواز پست مگر بارعب تھی۔

(مسلم ضیاء جیبدی) از علیگڑھ کالج۔

نظم
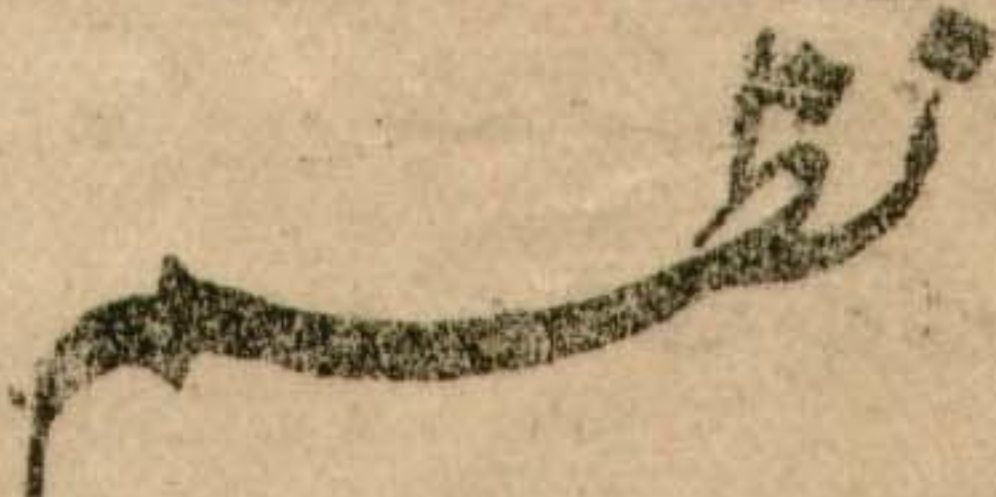
(از صوفی تصور حسین صاحب مہاجر)

محمدؐ خاصِ درگاہ خدا ہے
محمدؐ باعثِ تخلیق کل ہے
محمدؐ عاشق و معشوق رب ہے
محمدؐ ہی کا اک احمد بھی ہے نام
غلام احمدؑ ہے اس کا اسم ظاہر
غلام احمدِ مختار بے شک
دل و جاں سے جو ہی قربان احمدؐ
وجود اوس کا ہے رحمت ہم سبھوں کو
دل و دیں کر چکے احمدؐ پہ قرباں
دلِ احمدؐ کو جو ظالم دکھائیں
غلام خاکپا پر یا سخنِ دین
گداہوں میں تری ہی در کا شاہا
محبت کا تری دم بھر رہا ہوں

محمدؐ خاتم کل انبیاء ہے
محمدؐ بادشاہ دوسرا ہے
حسینانِ جہاں کا پیشوا ہے
بروزی رنگ اُس نے اب لیا ہے
وہ معنی میں محمدؐ مصطفےٰ ہے
کہیں رتبہ میں عیسیٰؑ سے سوا ہے
وہ شیدائی محمدؐ مصطفےٰ ہے
نصیبہ مومنوں کا کھل گیا ہے
محمدؐ پر ہمارے جاں فدا ہے
خدا کے قہر کی اونپر بلا ہے
نظر کیجے کہ کلفت میں پڑا ہے
ترا ہی وہ جہاں میں آسرا ہے
اویس خستہ میں تو مصطفےٰ ہے

دیگر

عجب گل باغ عالم میں کھلا ہے
نسیم شادمانی چل رہی ہے
چلے آتے ہیں بلبل ہر طرف سے
بہار آئی خزاں کے چلدیئے دن
بسانِ گل شگفتہ ہو گئے دل
ہوئی ہے بارش فضل الٰہی
روش اسلام کی روشن ہوئی ہے
جہالت کی ہوئی کافور ظلمت
لبا ہیں کفر عالم سے ... وتارا
ہوئے ہیں ہمواے بت شکستہ

کہ ہر گوشہ معطر ہو رہا ہے
خوشی میں جھومتی پھرتی صبا ہے
ہر اک گوشہ میں نغمہ چھچہا ہے
جہاں صحن گلستاں ہو گیا ہے
خوشی سے جان ہی نغمہ سرا ہے
درخت آرزو پھولا پھلا ہے
ہر اک کے دلمیں جوش اتقا ہے
اوجالا علم کا پھیلا ہوا ہے
اب اس کے تن میں ہسلامی قبا ہے
جو بت گر تھا پرستار خدا ہے

کوئی ہے بادۂ توحید سے مست
کوئی پرہیزگاری کی ہوس میں
کوئی سرگرم تعلیم و تعلم
کسی رنگ اور کسی ڈھنگ میں کوئی ہو
جو سوچا جیئے کیا باعث ہے اس کا
زمانہ مہدی مسعود کا ہے
کرو خوشیاں گذارو عیش میں دن
کھلے ابواب افضال الٰہی
نصیبہ کیا ہمارا اوج پر ہے
نہ ہم جیسے سمائیں پیرہن میں
نصیب دشمناں رنج و الم ہو
جہاں ہوتا ہے گو غافل اویس آہ

غم دارین کو بھولا ہوا ہے
مجسم اتقا ہی ہو گیا ہے
کوئی قرآن پر عاشق ہوا ہے
غرض وہ نصرت دین کر رہا ہے
ندا آئی کہ کہہ دے سوچ کیا ہے
جہاں پر باب رحمت وا ہوا ہے
عزیزو ان دنوں شادی وہ کہ
بڑا ہی ہمپہ اکرام خدا ہے
ہر اک ہم میں سکندر ہو گیا ہے
کلاہیں بھی اوچھالیں تو بجا ہے
دل اپنا آجکل عشرت سرا ہے
مگر اوس کا نصیبہ جاگتا ہے

غزل دیگر

جو رتبہ مہدی مسعود کا ہے
بشر اتنا ہی کر سکتا ہے ظاہر
وہ افضل ہے بہت سے انبیاء سے
کہاں احمدؐ کہاں شبیر و شبر
وہی کرتے ہیں انکار اس سخن سے
جو فرزند محمدؐ اوس کو سمجھے
تکبر میں مخالف مولوی ہیں
یہ جھوٹا زعم ہے دعوی غلط ہے
نبی بیزار ہیں ان ظالموں سے
کوئی اور اوس کا ہو سکتا ہی وارث
وہ پاتا ہے وراثت ظاہری کو
جو ہو فرزند روحانی کسی کا
عجب کچھ اس صدی کے مولوی ہیں
ہیں منصوب علیہم ہیں یہ داخل
سمجھ انمیں نہ ہے انصاف باقی
صداقت کے نشاں دیکھیں لا کہوں
مرید نفس و شیطاں ہو گئے یہ
بریلی میں ہے اک احمد رضا خاں
بہت بک بک کے بیہودگی کی باتیں
اسی باعث پہنسا قہر خدا میں
مجدد دین کے بیٹھا ہے بیہودہ
مرید اوس کے ہیں حامی شیطنت کے
نہیں چلتے رہ صدق و صفا وہ
خدا کا قہر آ پہونچا ہے نزدیک
بچیں گے وہ جو ڈرتے ہیں خدا سے
جو موذی ہیں اونہیں پہونچیگی ایذا
کریں جو جا ہیں ظالم بدزبانی
تعجب ہے جو کہلاتے تھے ہیں صوفی
فقرہ ہو گیا نور و کرامت

خدا ہی خوب اوس کو جانتا ہے
کہ جتنا منکشف اوس پر ہوا ہے
یہ نکتہ ان اسیروں پر کھلا ہے
زمین و آسماں کا فاصلہ ہے
کہ جنہیں مادۂ کچھ رشک کا ہے
تو اوس انساں پہ اکرام خدا ہے
کہ در رتبہ انبیاء ہم کو ملا ہے
انہیں شیطان نے بہکا دیا ہے
بہت ناراض اسنے کبریا ہے
سنے بیٹا عطا حق نے کیا ہے
جو اس عالم میں بیٹا جسم کا ہے
تو حق باطن کا اوس کو پہونچتا ہے
سمجھ پر سب کی پردہ پڑ گیا ہے
یہودی ان میں اک اک ہو گیا ہے
نہ ایماں سے انہیں حصہ ملا ہے
مگر انکار اب تک ہو رہا ہے
کہ شیخ نجد کا کلمہ پڑھا ہے
شرارت میں وہ ان کا پیشوا ہے
بریلی شہر کو گندہ کیا ہے
بدن بگڑا ہے کوڑھی ہو گیا ہے
مرید نفس و شیطاں ہو گیا ہے
مگر شیطان ہر اک ہو گیا ہے
ہمیشہ کام ان کا افترا ہے
شریروں کا زبوں کا خاتمہ ہے
خشیت سے جنہیں حصہ ملا ہے
طرف پرہیزگار و متقی خدا ہے
سمجھ رکھیں کوئی دم کی ہوا ہے
بہت دل دوں کا کالا ہو گیا ہے
ہر اک خواہش کا بندہ ہو گیا ہے

اندھیرے کیطرف راہی ہوئے ہیں | ہوا جائے کاش ہرک دشمن بنا ہے
خدایا کھولدے تو ان کی آنکھیں
ادریس خستہ کی تجھ سے دعا ہے

ایک ثالثانہ رائے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام
- - - - - - - - پر اہلحدیث نے اور اسکی کاسہ لیسی
کرکے پیسہ اخبار نے ایک اعتراض کیا تھا چنانچہ وہ اعتراض یہ ہے
جو روزانہ پیسہ کے ۱۱ جون میں شایع ہوا ہے۔

مطلب سعدی | میرزا صاحب قادیانی نے اپنے تازہ الہاموں
میں ایک یہ الہام بھی شائع کیا تھا کہ اس سال میں انہیں بہت
سے تحائف وصول ہوں گے۔ اس پر امرتسر کا اہلحدیث
یہ "اقل و دل" ریمارک کرتا ہے "بلی کو چھیچھڑوں کی خواب" شاید
یہی جواب کافی ہو۔ لیکن ظاہرا تو اس الہام کی اشاعت کا مطلب
یہ معلوم ہوتا ہے کہ مریدوں سے تحفے بھیجے کا تقاضا کیا جائے
اور اس اشاعت سے مرید اس الہام کے پورا ہونے میں مدد دیں
ع گر مسلمانی ہمین است کہ واعظ دارد الخ

اس پر ایک معزز اہل قلم نے مذہبی مناظرات کے عنوان سے ایک
آرٹیکل لکھا ہے جو ۴ جولائی کے پیسہ ہی میں اوس نے چھپوایا ہے ہمیں
راقم مضمون الحکم کے اس نوٹ پر (جو اوس نے اہلحدیث کے ایک
مضمون پر لکھا تھا) بھی رائے زنی کرتا ہے۔ ہم راقم مضمون سے اس کے
متعلق اسلئے اتفاق نہیں کرسکتا کہ واقعات نفس الامری پر ہم نے بحث
کی ہے اور الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اسکی توضیح مزید کر دی گئی ہے۔
تاہم ہم ان کے مضمون کو کلیتاً درج کرتا ہوں امید ہے کہ اہلحدیث
بھی اس کو چھاپ دے گا۔ وہ مضمون یہ ہے:-

مذہبی مناظرات

چونکہ پیسہ اخبار سب کے واسطے کہلا ہے۔ اس واسطے میں بھی ترسیل
مضمون کی جرأت کرتا ہوں۔ گو میں مذہب کا چنداں پابند نہیں ہوں
موجودہ صورت میں جو مذہبی مناظرات مخصوص مسلمانوں کے باہم
ہو رہے ہیں۔ دنیوی حالات کے اقتضا سے میں اون کے خلاف
ہوں۔ مسلمانوں کا فرقہ مذہبی مباحثوں کے اعتبار سے ایک خاص
فرقہ ہے۔ اور یہ اس واسطے کہ ان میں دوزخ اور جنت کی بحث
آخیر پر ایک سخت تکلیف دہ رنگ پکڑتی ہے۔ دوسرے مذاہب میں
مباحثات مذہبی ہوتے ہیں۔ مگر اونمیں دوزخ اور جنت کی بحث اسقدر
بے لطفی پیدا نہیں کرتی۔ مسلمانوں میں دوزخ اور جنت کی بابت
بہت جلد فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ جب ایک فریق دوسرے فریق سے
ناراض ہوتا ہے۔ تو کفر اور ارتداد کی بحث لاکر دوزخ یا جنت کا
دروازہ بہت آسانی سے کہل جاتا ہے۔ یہ دروازہ یہانتک کشادہ
کر دیا گیا ہے کہ اگر کل فرقوں کا بالمقابل کفر اور اسلام جمع کیا جاوے
تو کوئی فرقہ بھی مسلمان رہتا نظر نہیں آتا۔ ایک فرقہ دوسرے فرقہ
کی تکفیر اور اسلام میں ایک خاص زور رکھتا ہے۔

"بقاعدہ اذا تقارضا تساقطا" اگر دیکھا جاوے
تو مسلمانوں کا کوئی فرقہ بھی حق پر نہیں ہے۔ کیونکہ جب سُنّی شیعہ کی
تکذیب کرتا ہے۔ اور شیعہ سُنّی اہل حدیث اہل فقہ کی اور اہل فقہ
اہل حدیث کی۔ اور گندے سے گندے الفاظ میں یہ فرض ادا کیا جاتا
ہے۔ تو آخیر پر ایک تیسرا شخص یہی کہے گا کہ ان دونوں کا کوئی اعتبار
نہیں۔

دلائل سے بحث کرنا جدا بات ہے۔ اُس میں کچھ ہرج نہیں۔
اور مذاہب میں بھی ایسا ہوتا رہتا ہے۔ لیکن یہاں دوزخ اور
جنت کے تیز اوزاروں سے یہ کوچہ طے کیا جاتا ہے۔ اور پھر
یہ بحث خاص ذاتیات اور خصومت میں جا پڑتی اور ہر ایک کہ وہ
کے منہ پر جا چڑھتی ہے۔ اور مسلمانوں میں اب ایسی بحثوں کے
عموماً اصول ذیل مرعی ہیں۔

جو زید کہے۔ اگرچہ وہ درست ہی ہے نہیں مانا جا سکتا۔
جو بکر کہے۔ اگرچہ غلط ہی ہو۔ مان لیا جاوے۔

مسلمان بھائی غصہ نہ کریں۔ آجکل یہی ہوا چل رہی ہے۔ اور
یہی روش مسلمانوں کے لئے ایک خطرناک راہ ہے۔ اور یہ ضد
یہانتک پہونچ گئی ہے کہ دوسرے کے الزام دینے کے واسطے نبیوں
اور بزرگوں پر بھی اعتراض کر لیا جاتا ہے۔

میں نے آپ کے اخبار ۱۱ جون ۱۹۰۹ء میں ایک نوٹ پڑھا
بعنوان "مطلب سعدی" جس سے آپ نے بھی اتفاق کیا ہے اور
نتیجہ اس ساری بحث کا آپ نے بھی بلی کو چھیچھڑوں کا خواب نکالا
ہے۔ اسی طرح اخبار الحکم نے اہل حدیث کے اخبار کے ایک مضمون
متعلق پر شورش موجودہ پر ایک نوٹ کیا ہے۔ میں دونوں فریق میں سے
نہیں ہوں۔ مگر دونوں نوٹ کے ضدانہ اور معاندانہ ہیں۔ اور دونوں
نے یہ نوٹ کر کے دوسروں کو بھی اس اعتراض میں ساتھ ہی لے لیا ہے
الحکم نے میری رائے میں اہلحدیث کے مضمون محولہ کے وہ معنے
لئے ہیں۔ جو خود لکھنے والے کے ذہن میں بھی نہ ہوں گے۔

اہل حدیث نے جو نوٹ متعلق مطلب سعدی دیا ہے۔ وہ بھی محض
ضدانہ ہے۔ میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ ایسی بحثوں میں
پڑکر رہا سہا اعتقاد مذہبی بھی کافور ہونے لگتا ہے۔ لیکن اس قدر
عرض کئے بغیر نہیں رہا جاتا کہ جس قسم کے رویہ اور بیان پر اہلحدیث
نے اعتراض کیا اور آپ نے ایک مصرعہ لکھکر اس کی تصدیق
و تائید کی ہے۔ اُس سے تو بائبل سے لیکر قرآن تک اور قرآن
سے لیکر صوفیائے کرام کے اقوال اور اعمال تک کہنا پڑتا ہے
کہ ہمیشہ سب کو بلی کے چھیچھڑوں کے خواب آتے رہتے ہیں
ہمیشہ وہی وعیدیں اور وہی وعدے بزرگان دین کے کلام میں
بیان کئے جاتے رہے ہیں جو اسی قسم کے اندرونہ پر صریحاً
دلالت کرتے ہیں۔

کتاب گنتی کے باب ۱۱ درس ۱۸ - اور ۱۹ میں خداوند فرماتا
ہے خداوند تمہیں گوشت دیگا۔ اور تم کھاؤ گے۔ اور تم ایک ہی

نہ کھاؤ گے۔ نہ دو دن نہ پانچ دن نہ دس دن نہ بیس دن بلکہ ایک مہینہ کامل کھاؤ گے۔ پھر باب ۱۸۔ درس ۸ و ۹ لغایت ۱۹ میں خداوند کہتا ہے۔ پھر خداوند نے ہارون کو فرمایا۔ دیکھہ میں نے سب پاک چیزوں میں سے سب اُٹھائی ہوئی قربانیوں کی محافظت تجھے دی۔ میں نے اونہیں تیرے ممسوح ہونے کے سبب سے تجھے اور تیرے بیٹوں کو ہمیشہ کے قانون کے طور پر دیا۔ سب سے پاک چیزوں سے جو آگ سے محفوظ ہیں۔ تیرے لئے ہوں گی۔ اُن کی ہر ایک قربانی کیا نذر کی قربانی۔ کیا عطا کی قربانی۔ کیا تقصیر کی قربانی جو مجھہ پاس لاویں۔ تیرے اور تیرے بیٹوں کے لئے نہایت مقدس ہونگی۔ تو اوسکو اوس جگہ پر۔ جو بیت المقدس ہے کھائیو۔ ہر کوئی مرد اوس سے اوسے کھاوے۔ یہ تیرے لئے مقدس ہے۔ اور یہ بھی تیرے لئے ہے۔ بنی اسرائیل کے ہدیے کی اوٹھائی ہوئی قربانی اونکی سب ہلائی ہوئی قربانیوں کے سمیت تجھے اور تیرے بیٹوں کو تجھ سمیت ہمیشہ قانون کے طور پر دیں۔ سب اچھے سے اچھا تیل اور اچھی سے اچھی مے اور گیہوں۔ اُن چیزوں کے پہلے پہل جنہیں وے خداوند کو گذرانیں۔ میں نے تجھ کو دیئے۔ اور اونکی زمین کے سارے پہل جو پہلے پک جاویں۔ جنہیں وے خداوند کے حضور لاویں۔ تیرے ہوں گے۔ بنی اسرائیل کے ہر ایک حرم کی چیز تیری ہے۔ ہر ایک جو پہلا پیٹ کے کھولنے والا ہے۔ جانداروں سے جسے وے خداوند کی قربانی لاویں۔ خواہ انسان۔ خواہ حیوان تیرا ہوگا۔ کتاب یوئیل باب ۲ درس ۱۸۔ ۱۹ دیکھو۔ میں تمہارے لئے اناج اور تیل بھیجوں گا۔

ان تمام آیات توریت سے سارے بلی کے چھیچھڑوں کے خواب نظر آتے ہیں۔ اور صاف طور پر اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ بات دراصل کچھہ نہ ہوئی۔ نہ کوئی القا تھا۔ اور نہ کوئی خواب اور نہ کوئی الہام۔ صرف مریدوں سے یہ قربانیاں لینے کے واسطے سب حیلہ حوالہ بنایا گیا ہے اور بقول آپ کے یہ سب جال۔

ضد ایک جدا بات ہے انصاف تو یہ نہیں کہنے کی اجازت دیتا کہ ان دونوں صورتوں میں کوئی فرق ہے بلکہ حضرت ہارون کو جو خداوند کی جانب سے کہا گیا ہے۔ وہ سراسر ایک کشادہ حیلہ فراہمی قربانیوں اور تحایف کا معلوم ہوتا ہے۔

میں نے عرض کیا تھا کہ ضد میں بحث کے وقت بہت کچھہ منہ سے نکل جاتا ہے۔ اب انصاف سے فرمایئے کہ اس مصرعہ کا اثر کہاں تک جاتا ہے۔ بائبل پر ہی کچھہ موقوف نہیں۔ خود اسلامی کتابوں میں بھی اس قسم کی آیات اور آثار ہوں گے۔

اسوقت مجھے فرصت نہیں کہ اُنہیں پیش کر سکوں اور نہ میں نے کسی بحث کی غرض سے یہ مضمون لکہا ہے

میری غرض اس کے لکھنے سے صرف یہ ہے کہ کسی دشمن پر اعتراض کرتے ہوئے یہ تو دیکھہ لینا چاہیے کہ اسکی زد جاتی کہاں تک ہے۔ آپ ہی انصاف سے فرمایئے کہ مسلمانوں کے کس قدر صوفیا گدایان مریدوں کی مدد سے خالی ہیں۔ کیا لاکھوں کی اس وقت بھی جائداد نہیں ہے۔ اور کیا کبھی کسی پیر نے تحایف اور نذر و نیاز سے انکار بھی کیا ہے۔ انکار کیا زبردستی سالانہ وصولی ہوتی ہے اور اسے ایک امر مذہبی سمجھا جاتا ہے۔ دراصل جب کوئی نئی بات کسی سے سن لیجاتی ہے۔ تو ضد کے پیرایہ میں اُسپر خواہ مخواہ اعتراض کیا جانا لازمی سمجھا جاتا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کی کتابوں میں اسقدر بزرگوں کی ایسی باتیں اور اقوال لکھے ہیں کہ ان میں سے کوئی بات بھی بے بحث اور بے اعتراض نہیں چھوڑی جا سکتی۔

کتاب ارشادات حضرت شیخ فرید الدین صاحب پاک پٹنی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے

دعاگو بخدمت شیخ بہاؤالدین ذکریا بود در ملتان اور اوقتے پیدا شدہ بود. از خانقاہ بیروں آمد۔ سوار شد۔ در جملہ ملتان مے گشت و می فرمود کہ ایں ندا در دہید کہ ہر کہ امروز روئے بہاؤالدین را ببیند۔ فردائے روز قیامت من ضامنم۔ اگر او را در دوزخ برند۔ آنگاہ ہر کہ بود ند از ملتان می آمدند و روئے مبارک ایشاں می دیدند شیخ بہاؤالدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ سوگند خوردہ کہ فردا تو در دوزخ نروی در سر من خواندہ اند۔ اے بہاؤالدین ہر کہ روئے تو در دنیا بہ بیند۔ آتش دوزخ بر او حرام کنم۔ ہمیں کہ ایں حکایت گفت دعاگو را ذوقے پیدا شد وایں بگفت کہ اے درویش۔ اگر برادرم بہاؤالدین ایں سخن گفتہ کہ ہر کہ در دنیا روئے من بہ بیند۔ او را دوزخ نزود۔ اما دعاگو سوگند میخورد۔ کہ ہر کہ در دنیا دست من گرفتہ باشد و با مر مصافحہ کردہ باشد و یا دست مریدان من۔ و تا آنجا کہ از خاندان من کسے بود۔ ہر کہ دست او بگیرد۔ آتش دوزخ برو حرام شود او در دوزخ نرود۔

اکنوں چہ فرمائید علمائے اُمّت

کیا کوئی حد باقی رہی ہے۔ شیخ بہاؤالدین صاحب اور بابا فرید صاحب مسلّمہ بزرگوں میں سے ہیں۔ ان دونوں کے یہ قول مستند ہیں ہاں یہ جدا بات ہے کہ مسلمانوں کی منطق کے ماتحت یہ لکھہ دیا جاوے کہ یہ دات ثقات سے ثابت نہیں۔ یا یہ کہ دیا جاوے کہ اضطراری حالت میں ایسا کہا گیا ہوگا۔

ہزاروں اس قسم کے اقوال ہیں۔ کس کس پر بحث کیجاوے۔ بے ادبی معاف۔ یا تو یہ کلمات درست ہیں۔ اور یا مسلمانوں میں اسقدر افترا کا مادہ ہے کہ اُسکی کوئی حد ہی نہیں۔ اور پھر اس کا سلسلہ عام لوگوں پر ہی ختم نہیں ہوتا۔ بڑے بڑے صوفیا اور علمائے کرام پر جاکر ختم ہوتا ہے۔ یہاں صرف قادیانی صاحب کے انوکھے مکالمات پر ہی زد نہیں۔ سب خاندان اسلام پر ہی آمنّا و صدّقنا کہنے پڑے گا۔

میری رائے میں ایسے اخباروں میں۔ جو ایک دنیوی اور معاشرتی اخبار ہوں۔ کسی مذہب اور کسی فرقہ مسلمانوں کے متعلق بھی بحث نہیں ہونی چاہیے بحیثیت معاشرتی اور تمدنی یا ملکی اغراض کے اخبار کے نزدیک سب مسلمانوں کے فرقے برابر ہیں۔ اگر اُن میں کوئی مذہبی لڑائی ہے۔ تو اُس کا کفیل میری رائے میں کوئی دنیاوی اخبار نہیں ہو سکتا۔

راقم نہ ایں نہ آں۔ دور از مسلماناں

(ختم)

تقریر مولوی حکیم انوار حسین خانصاحب احمدی

(جو انہوں نے شاہ آباد ضلع ہردوئی کے عام جلسہ میں کی)

صاحبو آپ کو اس جلسہ کے اغراض سے تو غالباً اشتہار واجب الاظہار سے آگاہی ہوہی گئی ہوگی۔ اس وجہ سے مجھکو زیادہ تصریح و توضیح کی ضرورت نہیں۔ صرف اس موقعہ پر البتہ بعض باتوں کے متعلق مجھکو کچھ عرض کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے ہم عقلاً بھی یہ بات پاتے ہیں۔ کہ جمیع افراد انسانی تو بادشاہ ہوہی نہیں سکتے اور نہ ایسی کوئی نظیر اب تک ہم کو ملی ہے۔ ضرور ہے کہ ہم اور آپ جو اس جلسہ میں موجود ہیں کسی نہ کسی کی رعایا ہی ہو کر رہیں گے اب رعایا سلطنت برطانیہ کے ہیں اس سے پیشتر مغلیہ کے تھے۔ اور اگر بفرض محال ان میں سے کوئی اپنی تقدیر سے بادشاہ بھی ہو جاوے تب بھی ضرور ہے کہ ایک ہی ہوگا۔ اور اُس حالت میں بھی ہم سب دیگر اشخاص کو اوس ایک کا رعیت ہی بنکر رہنا پڑے گا پس اس حالت میں وہ جیسے کہ جس کا حال آپ صاحبوں کو اگر معلوم نہیں تو میں مختصراً عرض کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں ناشائستہ وناپائستہ پائے جاتے ہیں۔ تھوڑے زمانہ سے صوبہ بنگال و پنجاب کے بعض مقامات پنجاب میں چند لیاقت دار وسند یافتہ اشخاص وکلاء نے اپنے جوش آزادی میں آکر آزادانہ مضامین کا اظہار کیا۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کے برخلاف مغویانہ دمغرورانہ کلمات استعمال کئے جو علاوہ قانونی زد کے عقل سے بھی بعید تھے۔ چونکہ اون کے مستعمل ہمارے برادران ملکی ہندو بھائی تھے۔ اور مسلمان بالعموم ایسے نامعقول و نازیبا جلسوں میں شریک نہ تھے۔ اور مسلمانوں کو ایسے ناجائز و نالائق جلسوں کی شراکت کا اون کی کتاب سے بھی جس کا نام قرآن و فرقان ہے اجازت نہیں ہے اور اسی وجہ سے کسی مسلمان کو بحالت مسلمان کہلانے کے ایسے موقع میں شریک ہی نہ ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ خدا اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ کھاؤ اور پیو اور فساد مت کرو۔ یا فسادی مت ہو۔[۱] دوسری آیت میں ہے کہ خدا فساد کو زمین پر پسند نہیں کرتا۔ چونکہ آسمان کے فساد سے تو کسی کو مطلب نہیں۔ زمین ہی کا فساد معرض بحث میں ہے۔ اس لئے اسکی ناپسندی ظاہر فرمائی گئی۔ ایک آیت میں ہے کہ زمین[۲] میں بعد اصلاح کے فساد مت کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح جیسے فساد کی مذمت اور اصلاح اور عدم فساد کی تعریف و توصیف بکثرت قرآن میں موجود ہے جس کا ترک بوجہ طوالت کے اولیٰ ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ سے اور زبان سے دوسرے لوگ جو کہ نافرمان اور مفسد نہیں محفوظ رہیں پس میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ امن کے قائم رکھنے اور فساد نہ کرنے کا نام اسلام ہے اور اس کے عامل کا نام مسلمان چونکہ کلام ربانی میں ہم اصلاح اور عدم فساد کے تذکرہ کو بسیط پاتے ہیں۔ لہذا ہماری ایمانی قوت نہ بھی قوی ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو ان کی مسلمہ کتاب کے ذریعہ ہی ایسے مواقع سے احتراز کی ہدایت ہے۔ اور غالباً اُس کے مقابلہ میں ہمارے ملکی بھائی ہندو صاحبان اس سے محروم ہیں۔ یہ میرا ذاتی علم ہے شاید اونکی یہاں بھی اس کے متعلق کچھ ہو مگر ثبوت میں تو ہر دو فریق کی عملی حالت گواہ ہے علاوہ بریں مسلمانوں کو خدا کا حکم اپنے حاکم کی اطاعت کا بصیغہ امر کہ جو وجوب پر دلالت کرتا ہے فرماتا ہے وہ آیت

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

یعنے اطاعت کرو اللہ کی اور اُس کے رسول کی اور اوسکی جو تمہارے درمیان میں حکمران ہو۔ چونکہ قرآن شریف میں حاکم کی اطاعت کا بالعموم حکم دیا گیا ہے اور حاکم کی تابعداری اور فرمانبرداری ہمیں لازم و واجب گردانی ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ حاکم اطاعت میں کسی مذہب کی خصوصیت نہیں۔ خواہ وہ عیسائی ہو یا ہندو یا بودھ ہو یا مسلمان بموجب حکم الٰہی کے اوس کی اطاعت کرنا چاہیے اور یہ بات بدیہی طور پر عقل کے موافق ہے اور مذہب بھی وہی برحق ہے جو عقل کے مطابق ہو اور اُس کے احکامات غیر متبدل اور ہمیشہ کے واسطے بکار آمد ہوں اور اوسی کے یقین کرنے سے کسی منصف مزاج کو چارہ نہیں ہوا کرتا۔ اب میں حکمرانوں میں اونکی حکومت کے واقعات سے موازنہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ دوسرے اشخاص خود قول فیصل نکال لیں۔ چونکہ دنیا میں مختلف طور پر یہودی بودھ وغیرہ حکمران زمانہ قدیم میں گذر چکے ہیں جن کے واقعات کے صحت اور عدم صحت پر بحث ہو سکتی ہے۔ اور اسمیں ناحق کی تضیع اوقات ہے۔ لہذا میں طوالت سے گریز کرکے صرف ہندو و مسلمان و عیسائی حکمرانوں میں مقابلہ کرنا مناسب جانتا ہوں۔ ہندوستان میں پہلے ہندوؤں کے متعلق مجھکو دیکھنا ہے کہ اونکی حکومت کس طرح پر تھی۔ اور اون کے زمانہ کی کیا حالت تھی۔ گو راتنے واقعات جو کہ ابتداء اسلام میں وقوع میں آئے اون کا ایسا یقینی اور ٹھیک پتہ کہ جس میں کوئی شک و شبہ نہ ہو نہیں ملسکتا۔ مگر اسقدر ضرور تواریخ سے پایا جاتا ہے کہ اونکی سلطنت میں بجید تشدد و بیرحمی سے مسلمانوں کے ساتھ کام لیا جاتا تھا جسکا اندازہ اب تک منافرت سے لگتا ہے۔ ہندوؤں کی حکومت کے بعد مسلمانوں کی حکومت کا دور شروع ہوا۔ مسلمان حکمرانوں کے واقعات پر بنظر انصاف دیکھنے سے ہم کو اس نتیجہ پر پہونچنا ہوتا ہے کہ خلفاء اربعہ کا زمانہ بلا شبہ پورے عدل وانصاف کا تھا۔

— — — — — — —

— — — — — — — بعد ازاں ایک مدت تک ایک سلسلہ حکومت مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہا۔ مگر افسوس کہ اون کے کارنامے مصداق اس کے نہوئے کہ ہم وثوق کے ساتھ اون کی معدلت کا اقرار کر سکیں۔ مگر اس سے کوئی الزام مذہب اسلام پر نہیں لگایا جا سکتا ہے یہ صرف اونکی شخصی حالت تھی جس کے وہ خود ذمہ وار ہیں۔ اور چونکہ وہ زمانہ گذر چکا ہے لہذا اوس کے متعلق بھی صدق و کذب کا بحث کیا جا سکتا ہے۔ لہذا مجھکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ازمنہ ماضیہ کے واقعات کو ترک کر کے زمانہ موجودہ کے مسلمان اور عیسائی حکمرانوں کا مقابلہ کروں کہ جس سے کسی منصف مزاج کو تصفیہ کرنے میں وقت واقع نہ ہو۔ اور دوسرے صواب خود ہی فیصلہ کر لیں۔

---

[۱] کلوا واشربوا ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔

[۲] لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا

پارہ ۸ رکوع ۱۰ سورہ اعراف آیت ۵۶

ایسے مشہور زمانہ جسکو غالباً ۳ یا ۴ سال کی مدت منقضی ہوئی ہوگی کہ سرزمین کابل میں صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کا واقعہ جانگداز ہوا ہے۔ جسکا مختصر حال یہ ہے کہ صاحبزادہ صاحب موصوف باشندہ بنوں کے رہنے والے تھے جو انگریزی علاقہ میں ہے اور اونکی جاگیر اس مقام پر تعدادی بیس ہزار کے تھی اور اون کو بوجہ بہت بڑے عالم ہونے کے امیر سابق امیر عبدالرحمن خانصاحب والی کابل نے ہندوستان سے بلاکر مشاہرہ ایکہزار روپیہ کے مقرر کیا۔ اور خوست میں سنا ہے کہ جاگیر تعدادی ستر ہزار کی تھی۔ خواہ وہ امیر صاحب کا عطیہ ہو یا اور کسیطرح پر وہ جاگیر حاصل ہوئی ہو اور اون کے مرید یا شاگرد بھی تقریباً پچاس ساٹھ ہزار تھے صرف بوجہ اختلاف مذہب کے امیر حبیب اللہ خانصاحب امیر حال نے بے انتہا بیرحمی اور بیدردی سے شہید کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب سنیے کہ صاحبزادہ صاحب کا کیا قصور تھا اور اس سے پہلے اون کا کیا اعزاز تھا اور بعد اوس کے کیا برتاؤ کیا گیا۔ پہلے یہ حال تھا اور سنا گیا ہے کہ امیر صاحب سابق کی نماز جنازہ بھی صاحبزادہ صاحب نے پڑھائی تھی اور یہ بھی سنا ہے کہ امیر صاحب حال کے اوستاد بھی تھے وغیرہ وغیرہ۔ صاحبزادہ صاحب کا صرف یہ قصور تھا کہ انہوں نے مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب کے دعاوی مسیح موعود اور مہدی معہود مان لیا اور وفات عیسیٰ کے کیوں قایل ہو گئے۔ حالانکہ اس کا ثبوت کافی و وافی قرآن شریف واحادیث سے واضح و لائح تھا اور حیات عیسیٰ کے کہ جس کا ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں کیوں نہیں مانتے جس سے ضرورت مہدی منتظر کی کہ جو سیف سے کام لے گا اور تمام فرق نصاریٰ کو قتل کر کے مسلمان بنائے گا اور بجز قتل یا اسلام کے منظور نہ کریگا۔ جزیہ بھی قبول نہ ہوگا نہیں رہے۔ چونکہ امیر سابق امیر عبدالرحمن خان صاحب نے اوس سے قبل ایک کتاب موسومہ رسالہ جہاد کہ جسمیں جہاد مفروضہ کی خونی حالت کے بڑے فضایل بیان کیے گئے تھے طبع کرا کر سرحدیوں میں شایع کر دیے تھے۔ اور غالباً اسی وجہ سے امیر صاحب اپنی حکومت کا بھی استحکام خیال کرتے ہوں گے۔ چونکہ صاحبزادہ صاحب بہت بڑے عالم تھے۔ لہذا اون کا ایسے خیالات کا مخالف ہونا گویا کہ امیر صاحب کی عمارت کا متزلزل ہونا تھا۔ امیر صاحب حال امیر حبیب خانصاحب نے صاحبزادہ صاحب کو اس طور پر ہندوستان سے کہ واسطے حج کے تشریف لائے ہیں طلب کیا کہ بلا خوف وخطر چلے آویں۔ اور جب کابل میں پہونچ گئے اس وقت بغیر ثبوت الزام کے اور بغیر جواب لینے اور قرار داد جرم کے اور بغیر تنبیہ اور مہلت کے آہنی قلعہ میں قید کیا اور حکم دیا کہ زنجیر غراغر جو ایک قسم زنجیری کی ہے جس سے گردن سے کمر تک کس جاتا ہے اور تمام نصف بدن جکڑ جاتا ہے اور اوسمیں ہتکڑی بھی شامل ہے ڈالدیجاوے۔ مزید براں انگریزی بیڑی کا بھی جو من تار نمبری کے وزنی ہوتی ہے اضافہ کا حکم دیا۔ اور ایک مدت تک کہ جسکی تعداد بعض قول کے بموجب چار ماہ ہے اور بعض کے موافق کم تھی اور بیدردی کے ساتھ قید رکھا آخر الامر ۱۴ر جولائی سنہ ۱۹۰۳ء کو ناک میں چھید کر رسی ڈالکر مقتل تک کھینچ کر سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا گیا اور نہایت ٹھٹھے اور ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ سنگسار

لیجائے گئے اور وہاں سے جاکر پتھروں میں گاڑ دیا اور پتھراؤ کر کے بہت بڑا انبار صاحبزادہ ممدوح کے جسم لطیف پر کر دیا۔ سنیئے اب تک عملداری انگریزی میں کسی بڑے سے بڑے خونی اور ڈاکو کی بابت بھی نہیں سنا ہے کہ اس کا ہزارواں حصہ بھی برتا جاتا ہو میں تو کیا شاید دوسرے منصف مزاج بھی ان واقعات سے متاثر ضرور ہوں گے اور بقول پیسہ اخبار جسکی تاریخ یاد نہیں رہی اور جو مخالف بھی ہے بہذا مصداق والحق ما شہدت بہ الاعداء بعد واقعہ ہائلہ صاحبزادہ صاحب کے اون کے زن و فرزند کو ۔ ۔ ۔ ۔ جلاوطن کیا گیا۔ کیا خوب مخالف بھی ان مظلوموں کی بابت تصدیق کرتا ہے کہ زن و فرزند بھی اسکی سزا سے محفوظ نہ رہے۔ اب سامعین خود اندازہ اس انصاف کا کر سکتے ہیں۔

یہ بھی سنا گیا ہے کہ امیر صاحب حال نے صاحبزادہ صاحب کو طمع چھوڑ دینے اور اعزاز سابق کی دی۔ اور خوف قتل کا ظاہر کیا اور یہ بھی کہا کہ اپنی جان پر رحم کرو ورنہ قتل کیے جاؤ گے۔ اوس کے جواب میں صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میں دین کو دنیا سے نہیں بیچتا اور حق کا باطل سے معاوضہ کرنا نہیں چاہتا مگر باایں ہمہ امیر کی بار بار فہمایش اور وعدہ ہائے معافی وغیرہ کے اوس شیر مرد نے حق کو خسیس دنیا یا عزت ظاہری کے مقابلہ میں نہ ترک کر کے استقامت سے جان دیدی اور مصداق ع بمردال وے نام نیکو بماند کے ہوئے۔ اور یہ بھی صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ مدتے گذشت کہ روح ما بعالم بالا پرواز کرد من اینجا مستیم۔ افسوس کہ صاحبزادہ صاحب کو موقع تردید کا نہیں دیا گیا اور نہ جرم کا الزام اونپر ثابت کیا گیا۔ اس کے مقابلہ میں ہم نے اب تک عملداری انگریزی میں نہیں سنا کہ کسی خونی کے ساتھ بھی اس قسم کا معاملہ کیا گیا ہو۔ سنا ہے کہ صاحبزادہ صاحب سے جب کہا گیا کہ تم عقیدہ ممات مسیح سے توبہ کرو ورنہ قتل کیے جاؤ گے۔ اوس پر صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلعم کی ممات کا قایل ہو کہ جو افضل الرسل ہیں اور مومن رہے اور ممات عیسیٰ کا ماننے والا کہ جس کا تذکرہ صریح طور پر قرآن شریف میں متوفیک اور توفیتنی میں موجود ہے کافر ہو جاوے ثبوت دینا چاہیے (ثبوت ندارد) طرہ یہ ہے کہ قرآن شریف میں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق تصریحاً بیان فرمایا گیا ہے اور محمد صلعم اور موسیٰ وغیرہم انبیاء کی وفات کا ذکر کہیں نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے

— — — — یعنے اونکی ملاقات میں کسیطرح کا شک مت کرو۔ پھر کیوں عیسیٰ کا قایل واجب القتل اور کافر ہو سکتا ہے علاوہ بریں جب ہم قرآن شریف اور احادیث پر مجموعی حالت میں غور کرتے ہیں تو خلاصتہً اون سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ ابن مریم امام اور مہدی صاحب جن کا ذکر احادیث میں بکثرت آیا ہے وہ ایک شخص امتی ہوگا کہ جو عدل کے زمانہ میں آوے گا اور خود بھی عادل ہوگا یعنے خدائی فیصلہ کو بلا رعایت بیان کرے گا اور اوس کے زمانہ میں گویا (شیر اور بھیڑ ایک گھاٹ پانی پئیں گے) اور اس کے زمانہ کے علامات جو احادیث میں آئے ہیں باختلاف روایات مگر باتفاق مضمون یہ پائے جاتے ہیں سو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ وہی

زمانہ کے علامات حسب ذیل ہیں۔ امانتیں جاتی رہیں گی۔ شراب خوری زناکاری بکثرت ہوگی۔ جھوٹ اسقدر رائج ہوگا اور راست گو کے قریب بھی کوئی کھڑا نہ ہوگا اور دیانت داری مفقود ہو جاوے۔ ستارہ دمدار نکلے گا۔ قحط سالی ہوگی۔ مرگ مفاجات بکثرت ہوگی۔ طاعون پڑیگا زلزلے آویں گے اور زمین پورب اور پچھم میں دہنس جاوے گی ایک سواری ایسی نکلے گی کہ جس سے اونٹ بیکار ہو جاویں گے اور وہ پانی اور آگ سے تیار ہوگی اور رات ہی چلے گی اور دن کو بھی اور پکارے گی کہ چلو چلو یعنے اوس سواری کے واسطے چلو چلو کی ندا ہوگی۔ پہاڑ اوڑائے جاویں گے۔ اخبار منتشر ہوں گے۔ نہریں نکالی جاوینگی۔ ماہ رمضان میں چاند کا گرہن ابتدا شب میں واقع ہوگا۔ اور آفتاب کا آخر دن میں۔ اور یہ اب تک کبھی نہیں ہوا جب سے آسمان و زمین پیدا ہوا ہے۔ یہ حدیث چونکہ بروایت امام جعفر صادق صاحب ہے اس وجہ سے ہمارے فریق شیعہ صاحبان کو بھی اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں۔

ان لمھدینا ایتین ما کانا منذ خلق السموات والارض تنکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی اخرہ۔ اور وہ ماہ رمضان ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء کے واقع ہو چکا ہے اور اس کے متعلق تمام اخبارات نے اوس زمانہ کے متفق اللفظ لکھا ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایک ماہ میں دو گرہن نہیں ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ اوس زمانہ میں لڑائی نہ ہوگی اور نہ جہاد سیفی ہوگا اور نہ اسلام کے واسطے کوئی قتل کیا جاوے گا بلکہ جہاد نفسی قیامت تک قائم رہے گا۔

وَجَاھِدُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ۔

یعنے اللہ کی راہ میں کوشش کرو اپنے مالوں سے اور نفسوں سے ہوگا اور بینہ اور ثبوت اور نشان آسمانی سے خنزیر طبع لوگ قتل کیے جاویں گے اور شوکت صلیب کو جس کے کفارہ کے عقیدہ نے ایک عالم کو تباہ و برباد کر دیا ہے توڑ ڈالیں گے وغیرہ وغیرہ مگر چونکہ یہ باتیں امیر کے خیال میں خلاف تھیں اسوجہ سے امیر نے محکمانہ تجویز کسی طرح کی سماعت و انصاف پسندی کے صاحبزادہ صاحب کو رجم کر دیا۔ تازہ ترین واقعہ عدل و انصاف امیر صاحب حال کا روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۰۷ء میں مرقوم ہے اوسکی اعادہ کی ضرورت نہیں صرف اشارہ کافی ہے۔ یہ حال ہے موجودہ بادشاہ اسلام کا۔ میں نے ابتک کوئی واقعہ اس عملداری کا ایسا نہیں سنا کہ مذہب کے متعلق کسی سے بازپرس کیا گیا ہو بلکہ اس کے خلاف عملداری انگریزی کی مثال میں کپتان ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپور ملک پنجاب کا فیصلہ پاتا ہوں کہ جس نے انگریزی حکومت کی معدلت کا نمونہ دکھلا دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۸۹۸ء میں ایک مقدمہ پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک مشنری افسر اور ڈاکٹر نے بذریعہ عبدالحمید کے اقدام قتل کا بنام مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کے بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کپتان ڈگلس صاحب دائر کیا مگر جناب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور نے باوصف مدعی ہم قوم و ہم مذہب اور پادری و ڈاکٹر ہونے کے اور مدعی علیہ مسلمان رعایا اور دشمن کے

خلاف کو بری کر دیا اور اجلاس میں بعزت تمام کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی اور کسی قسم کا خیال مذہبی پاسداری کا بمقابلہ انصاف کے کیا اور نہ ذاتی تذلیل و تحقیر کی ہوئی اسی طرح جیر صاحب بہادر جج امرت سر میں بمقدمہ کرم الدین مدعی بنام مرزا غلام احمد صاحب و حکیم فضل الدین صاحب استغاثہ زیر دفعہ ۵۰۱ کہ جسمیں اجلاس بابو آتمارام صاحب ڈپٹی کلکٹر گورداسپور نے بعد التوا بسیار اور مدت دراز پریشانی بے شمار مبلغ صعدر (۵۰۰) پر اور ما (۲۰۰) پر جرمانہ کیے اور ملزم قرار دیدیا اور جملہ ثبوتوں کو جو مرزا صاحب کیطرف سے مثل روز روشن کے پیش کیے گئے تھے نظر انداز کر دیا اور کسیطرح بھی عدل و انصاف کرنا نہیں چاہا۔ مگر روشن ضمیر اور عادل جج نے اوس فیصلہ کو منسوخ کرکے بہت طویل تجویز لکھی کہ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مقدمہ خواہ مخواہ کو اسقدر مدت تک چلایا گیا اور وقت ضایع کیا گیا۔ یہ مقدمہ ابتدائی مرحلہ میں خارج کرکے طے کر دینا چاہئیے تھا اور جو الزام مدعی علیہا پر لگائے گئے ہیں سب بیجا و نادرست ہیں۔ لہذا مدعی علیہما مع مدعی علیہ ۳ بری کیے جاتے ہیں اور جرمانہ واپس۔ اب میں کسی فیصلہ یا رائے کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ ظاہر کروں خود سامعین فیصلہ کریں گے۔

واضح ہو کہ میں نے جسقدر عرض کیا ہے متعصبانہ نہیں ہے بلکہ واقعاتی ہے اس وجہ سے واقعی و واجبی ہے۔ میں اس بات کا باعلان تمام اظہار کرتا ہوں کہ مذہب عیسائی سے نفرت رکھتا ہوں اور حکومت انگریزی کو نعمت پاتا ہوں۔ اور یہ بات میری خوشامدانہ و منافقانہ نہیں بلکہ جو کچھ کا نول سینہ میں ہے اوس کا اظہار ہے۔ آپ لوگ خوب جانتے ہوں گے کہ میں بد شعور سے خوشامدانہ و مکارانہ الفاظ سے ہمیشہ سے محترز و مجتنب رہا ہوں اور یہ بھی جانتے ہونگے کہ شاہ آباد میں انتخاب ممبری میں کسقدر کوشش ہوتی ہے اور کسطرح پر اُس کے حصول میں جان نشانی کیجاتی ہے اور میں نے ابتک کبھی اوس کے متعلق خیال بھی نہیں کیا اور نہ کسی حالت میں پرواکی علاوہ بریں اگر بالعموم نہیں تو بالخصوص مسلمانوں سے تو امید ہے کہ اس مقام پر میرے مقابلہ علمی لیاقت میں تو کوئی فوقیت نہ رکھتا ہو گا اور میں باوصف تعلقات جائداد کے کہ موجب تقسیم جائداد آبائی میرے بھائی صاحب حکیم خادم حسین خانصاحب مجسٹریٹ و سکرٹری میونسپل کمیٹی شاہ آباد سے کم نہیں بلکہ بڑے حصہ کے زائد ہی تھے کیونکہ میرے حصہ میں وقت تقسیم کے ½ تھی اور اون کے حصہ میں ⅛ مگر پھر بھی میں حکام وقت کی خدمت میں حاضری سے محروم رہا ہوں۔ پس مجھکو کوئی وجہ اسکی نہیں کہ میں خوشامد کے طور پر منافقانہ حالت میں رہوں۔ اور خواہ مخواہ کو مکاری سے کام لوں۔ میں اس وجہ سے اس بات کے اظہار پر مجبور ہوا کہ حدیث میں آیا ہے۔ من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ۔ یعنے جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اما بنعمت ربک فحدث۔ یعنے لیکن اللہ کی نعمتوں کو بیان کرو چونکہ میرے نزدیک عملداری انگریزی خدا کی نعمت ہے اور خدا کیطرف سے دن کو